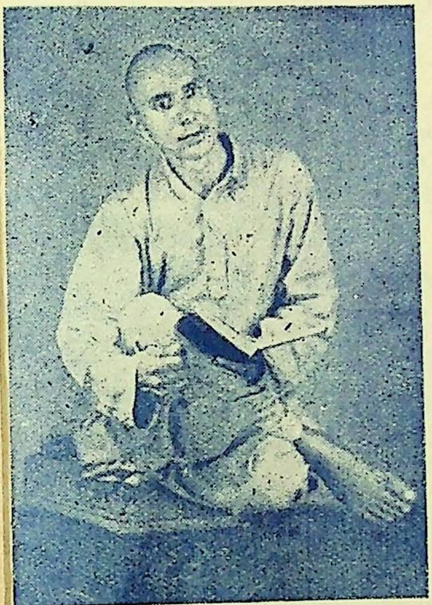
December 1958

Price As. -8-



Late Swami Amranand Ji Sarswati
M.B.B.S.

Expired on 11th July, 1958 The Life Sketch will be given in Sadhu Ank.

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

جاری شدہ ۱۹۳۵ء

چیف ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نند

رسالہ اوم دہلی

ایڈیٹر
برہمانند
بی اے

ماہ دسمبر ۱۹۵۸ء

چندہ سالانہ 6/8

چندہ بیرون ممالک سے 8/8 روپیہ

چندہ لائف ممبرشپ /125 روپے

فہرست مضامین

(شری برہمانند بی اے پرنٹر پبلشر کے باہتمام جید پریس بلیماران دہلی میں چھپا اور دفتر رسالہ اوم اندرون اجمیری گیٹ دہلی سے شائع ہوا)

ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری
میری بار کیوں دیر اتنی کری

از
شری رگھناتھ سروپ بھٹناگر

۱۔ تو ہی تو کی سنتا ہوں ہر جا صدا۔ زباں پر پرندوں کی ہے جو چھپا
زباں نے نہ میری تو ہی کو رٹا۔ تو ہی تو کی مجھکو بھی ہو رٹ ہری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۲۔ تو ہی ابتدا ہے تو ہی انتہا۔ مرض لا دوا کی ہے تو ہی دوا
تو ہی موت ہے اور تو ہی ہے بقا۔ بیاں کیا ہو حکمت و کاریگری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۳۔ تو ہی برہما وشنو تو ہی شیو سروپ۔ ہے چوبیس اوتار و ہیں تیرا ہی روپ
رشی ہو منی ہو یا ہو کوئی بھوپ۔ بجاتے ہیں توحید کی بنسری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۴۔ تو ہی مہرشی ہے تو ہی ہے بیاس۔ تو فلسفہ تو ہی نکتہ شناس
تیری ہستی کا ہو کہاں تک قیاس۔ بدن میں ہے میرے جہالت بھری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۵۔ سداماں برہمن جو کنگال تھا۔ غریبی سے خستہ برا حال تھا
بھجن پاٹھ سرمایہ و مال تھا۔ غریبی سداماں کی پل میں ہری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۶۔ ہے دنیا بھی اک جیلخانہ بڑا۔ نہ مدت کا میری پتہ کچھ چلا
بہت ہو چکی اب تو میری سزا۔ کہاں وہ منزل دیکھنا ہے دھری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۷۔ گنہگار ہوں میں گنہگار ہوں۔ دبا جا رہا ہوں، گراں بار ہوں
گناہوں سے اپنے شرمسار ہوں۔ گناہوں پہ ہو اب کرم گستری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۸۔ تساہل یہ اپنے سے شرمندگی۔ کیا کچھ بھجن اور نہ کچھ بندگی
کٹی آج کل کرتے ہی زندگی۔ امیدیں رہیں سب دھری کی دھری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۹۔ نہ پابندیٔ وقت کا ہے خیال۔ نہ بیکار پھرنے کا رنج و ملال
نہ کھانے میں سونے میں ہے اعتدال۔ نہیں وقت کی قدر و قیمت ذری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

۱۰۔ کروں وقت پر اپنا ہر ایک کام۔ کروں وقت اور فرض کا احترام
نہ ہو فرض میں دیر حاصل کلام۔ ادائے فرض میں نہ ہو کاہلی
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

(۱۱)

ارادے مصمم ہوں اور مستقل
رہوں انکی تکمیل میں یا مشتغل
پریشانیوں سے نہ گھبرائے دل
خیالوں میں آئے نہ لغزش کبھی
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

(۱۲)

نئے روز اٹھتے ہیں فتنہ فساد
یہاں بھائی سے بھائی کو ہے عناد
خبر لیجئے جلد عالی جناب
کرو ایسے گمراہوں کی رہبری
ہری ہر ہری ہر ہری ہر ہری

"سادھو" انک کا تعارف

گورونانک جی فرماتے ہیں۔ "مانش جنم دُرلبھ ہے ملے نہ بارمبار" یعنی منش جنم کو پراپت کرنا نہایت دُرلبھ ہے جس وقت جیو کے اتی پنیہ کرم اُدے ہوتے ہیں، تو بھگوان کی کرپا سے منش شریر ملتا ہے۔ اس سے بھوگ اور موکھش دونو پراپت ہوتے ہیں، دیگر سب یونیوں میں تو کرموں کا محض پھل ہی بھوگنا پڑتا ہے۔ کوئی نیا کرم نہیں ہو سکتا لیکن منش شریر دھارن کر کے جہاں یہ جیو اپنے گذشتہ اعمالوں کا پھل بھوگتا ہے وہاں شاستر ودھی انوسار نئے کرم کر کے سورگ آدک لوکوں کو پراپت ہو سکتا ہے یا نشکام کرموں سے اپنے انتہ کرن کو شدھ کر کے گورو کی شرن میں جا کر آتم گیان کو حاصل کر کے جنم مرن کے بندھن سے آزاد ہو سکتا ہے۔ منش کرم کرنے میں سوتنتر (آزاد) ہے۔ لیکن چونکہ کرموں کا پھل دینا ایشور کے آدھین ہے۔ اس لئے پھل بھوگنے میں پرتنتر ہے۔ دانا لوگ اس کرم فلاسفی کو جان کر ہمیشہ ہی شبھ کرموں میں پرورت رہتے ہوئے ایشور پراپتی یعنی گیان کو حاصل کرنے کا یتن کرتے ہیں۔ وہ من اور اندریوں کو قابو میں کرنے کے لئے سنسار سے ورکت ہو کر تیرتھ استھانوں پہ، گنگا کے تٹ پر یا اُترا کھنڈ (گنگوتری، جمنوتری، اُتر کاشی، بدری نارائن وغیرہ) میں رہ کر تپسوی جیون بسر کرتے ہیں، اور اپنے آتما کا ساکھشاتکار کر کے ایسی سمادھی اوستھا کو حاصل کرتے ہیں۔ جہاں نہ دُکھ ہے نہ سکھ ہے نہ ہرش ہے نہ شوک ہے۔ نہ سنکلپ ہے۔ نہ وکلپ ہے نہ درشیہ ہے نہ درشٹا ہے۔ نہ گرمی ہے نہ سردی ہے۔ نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے۔ ایک کوٹستھ چیتن ستا ہی اپنے آپ میں استھت ہے۔ اِس پرم شانت اوستھا کو حاصل کرنا معمولی بات نہیں۔ اس کے لئے کئی جنم درکار ہیں، تبھی تو بھگوان نے فرمایا ہے:۔ "انیک جنم چہ سن سدھی" پراچین کال کے رشی منیوں نے اِس پرم سدھی کو پراپت کرنے کے لئے چار ورن اور چار آشرم مقرر کئے منش کو اُس کی ستوگنی، رجوگنی اور تموگنی پرکرتی کے مطابق چار ورنوں میں تقسیم کر دیا، ستوگنی منشوں کو براہمن ورن میں رجوگنی منشوں کو کھشتری اور ویش جاتی میں اور تموگنی پرکرتی والے منشوں کو شودروں میں شامل کیا۔ چونکہ تموگنی منشوں کا ہردہ اتی کٹھور ہوتا ہے۔ اور اُن کا رجحان پاپ کرموں کی طرف ہی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جپ تپ بھجن پاٹھ نیز شاستروں کا سوادھیائے کرنے میں اسمرتھ ہوتے ہیں۔ اِس پاپ مئے جیون سے اوپر اُٹھانے کے لئے اُن کو سادھو مہاتماؤں اور ستوگنی منشوں کی سیوا کرنے کی ڈیوٹی سونپی گئی۔ اِس سیوا دھرم سے اُن کا کلیان ہی مدنظر تھا۔ ستوگنی براہمنوں کی سیوا سے وہ اُن کے تپ کے پھل میں شریک ہوتے تھے، سادھو اور براہمنوں کی آشیرباد سے وہ اپنا کلیان کر لیتے تھے۔ اور شریر تیاگ کرنے کے بعد اُن کا جنم کھشتری اور براہمنوں کے گھر میں ہوتا تھا۔ اور پھر اپنے تپو بل سے کرم بندھن سے چھوٹ جاتے تھے، منو بھگوان نے برہمن کھشتری، ویش اور شودروں کے لئے جو جو فرائض بتائے ہیں۔ اگر اُن پر انسان کاربند ہو جائے تو وہ مکتی کا ادھیکاری بن سکتا ہے۔ آج کل کے لوگ اپنی تمام دھرم مریاداؤں کو تیاگ کر کے نئے نئے مذہبوں اور پنتھوں میں شامل ہو کر اور متعصب ہو کر منش شریر جیسی نعمت غیر مترقبہ کو ضائع کر رہے ہیں، ویدک دھرم جو کہ ایک مکمل فلاسفی ہے، جس میں ہر

فطرت کے انسان کے لئے ساردھن موجود ہیں، وید جو سرشٹی کی اُتپتی کے ساتھ ہی سورج، چندرما آدک کی طرح ہرنیہ گربھ (برہما) کے مکھ سے اُچارن ہوئے جو کرشنک، سنندن اور سنت کمار سے شروگیہ رشیوں نے سمادھی اوستھا میں سنے، وہی دراصل صحیح ایشوری تعلیم ہے جو کہ مکتی کا دروازہ کھولتی ہے اور جنم مرن کے بندھنوں سے چھوڑانے والی ہے۔ کاش کہ لوگ اب بھی ویدوں پر شردھا اور وشواس کریں۔ تاکہ سنسار سے دکھ کا ابھاو ہو اور مکتی پرم گتی کو پراپت کر سکیں

براہمن، کشتری اور ویش تینوں ورنوں کے لوگ اپنے اپنے دہرموں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے کر جب تسی پرلگا منزل ہوتے ہیں۔ تو پچاس سال کی عمر العو سماپت کرنے کے بعد وہ بان پرست اور سنیاس آشرم کے ادھیکاری بنتے ہیں۔ برہمچریہ آشرم میں تپ بھجن اور وید شاستروں کے ادھین سے وہ گرہست آشرم کے فرائض کو سرانجام دینے کے قابل بنتے ہیں، پھر گرہست آشرم میں ۲۵ سال گذار کر وہ شاستر آگیا انوسار نت، نمتک، پرائسچت اور لوکک کرم کرتے ہیں، شدھ آہار دہار اور آچار سے اپنے انتہ کرن کے مل دوش کو دور کرتے ہیں۔ سندھیا اور گایتری آدک نتیہ کرموں کو باقاعدگی کے ساتھ کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی مسوبرتیاں۔ پاپ کرموں سے ہٹ کر نیک کرموں میں سوبھاوک رجوع ہوں۔ اس طرح سلسلہ وار نشکام کرم کرنے سے پاپوں کا ناش ہوکر جب انتہ کرن شدھ ہو جاتا ہے۔ تب اُن کے اندر ایشور پریم بڑھتا ہے۔ یعنی پہلی جماعت "کرم مارگ" سے اب یہ دوسری جماعت میں پرویش کرتے ہیں۔ جس کا نام بھگتی مارگ ہے۔ وہ سب کو ایشور روپ سمجھتے ہوئے سب کے ساتھ پریم اور محبت سے برتاؤ کرتے ہیں وہ من اور اندریوں کو قابو کر کے ویراگ اور ابھیاس میں تتپر ہوتے ہیں۔ اُن کو اب سنساری بھوگوں سے نفرت سی ہونے لگتی ہے۔ وہ سنساری لوگوں سے اپرامتا حاصل کرنے میں آنند محسوس کرتے ہیں۔ اور سادھو مہاتماؤں کی سنگت، ایکانت استھان اور ہر وقت ایشور چنتن اور اُپنشد آدی ویدانت گرنتھوں کے سوادھیائے میں اپنی باقی ماندہ زندگی کو صرف کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ موہ مایا سے آزاد ہو کر یوگ سمادھی میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنی ذاتی خودی کو مٹا کر پرماتما کے ساتھ ایک ہو کر یوگ کی آخری منزل کے لئے یتن کرتے ہیں۔ چونکہ یوگ کافی عرصہ مسلسل ابھیاس کرنے سے ہی من کا ناش ہو سکتا ہے اور من کے ناش اور واسناؤں کے کھے ہونے سے ہی یعنی سنکلپ وکلپوں کی نورتی سے ہی برہماکار برتی کی اُتپتی ہوتی ہے اور آتما کا ساکھشا تکار ہوتا ہے جو کہ منش کا دھیہ (منزل مقصود) ہے اس لئے گیان کی اس آخری منزل کو پراپت کرنے اور نوربی کا آنند لینے کے لئے وہ گرہست آشرم سے لاتعلق ہو کر بان پرست آشرم میں پرویش کرتے ہیں وہاں وہ اپنے یوگ ابھیاس کو پورن کرتے ہیں۔ ایشور کا اننیہ پریم اُن کے ہردے میں سما جاتا ہے۔ اُن میں دویت بھاؤنا نہیں رہتی۔ وہ اُدار چت ہو کر سب سنسار کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔ وہ سب کو ایشور روپ سمجھتے ہیں۔ اور سب کے ساتھ پریم کرتے ہیں۔ اُن کو ہر وستو میں ایشور ہی دکھائی دیتا ہے۔ من پریم کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ اب وہ ایک ہی گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھتے۔ یعنی محدودیت سے اوپر اُٹھ جاتے ہیں۔ اُن کا شریر اپنا نہیں رہتا بلکہ سب کا ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب لوگ اُن کی سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھتے ہیں اب وہ سب کا کلیان چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ ابھیاس اور ویدانت کے شرون منن سے ندھیاسن تک پہنچ جاتے ہیں۔ تیل دھارا کی طرح اُن کا من پرماتما کے دھیان میں لگ جاتا ہے۔ ایشور کے دھیان کے علاوہ اُن کے من میں کوئی اور خیال اُٹھتا ہی نہیں۔ اُن کا من شانت ہو جاتا ہے اور اُن کو کوئی بندھن نہیں رہتا۔ وہ تمام کامنادیں

سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اُن میں خودی اور خود غرضی نام کو بھی نہیں رہتی۔ وہ پرماتما کو اپنا سب کچھ ارپن کر دیتے ہیں۔ لیکن اُس کے عوض کچھ نہیں مانگتے۔ وہ اپنی خودی کو مٹا کر بےخوف ہو جاتے ہیں۔ پرماتما کے دِوّیہ پرکاش سے اُن کا ہردے پرکاشت رہتا ہے۔ ایسے ہی مہان آتما ویدانت کے صحیح مفہوم کو سمجھ کر شاستر ودھی انوسار اب چوتھے "سنیاس آشرم" میں پرویش کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے سادھو اور مہاتما ہیں۔ ایسے ہی مہاپرشوں کی جیونیاں اِس "سادھو انک" میں درج کی جا رہی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے ایشوری پریم کے لئے اُتکنٹھا پیدا ہوتی ہے، جیسے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح سچے ایشور بھگتوں کی جیونیاں پڑھنے اور سننے سے من کے اندر ویراگ اور پریم کی لہریں اٹھتی ہیں۔ اور معمولی انسان بھی روحانیت کی منزل پر گامزن ہونے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے مہاپرشوں کی سوانح حیات مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ اور کئی بھولے بھٹکے انسان راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔

سادھو انک میں کیا کچھ ہو گا؟

سادھو انک:- کا پہلا مضمون پروفیسر نرمل چندر جی کا دیا جا رہا ہے، جس کو برہم درپن کہنا ہی واجب ہے اِس مضمون میں برہم گیان کا نچوڑ بھر دیا گیا ہے،

یہ مضمون گوروار چند لو جی

سادھو جناں کی اچرج کتھا۔ مہاراج کی شہرۂ آفاق پستک شری سکھمنی صاحب کی ساتویں اشٹ پدی کا ترجمہ ہے جس کو حکیم رملیاس صاحب مضطر نے قلمبند کیا ہے اِس مضمون کے مطالعہ سے وہ کچھ مل سکتا ہے جو ایک سچے سادھو کے ست سنگ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

(منظوم) از قلم شری سوامی ہری لپدمانند جی

احسانِ مرشد مہاراج رشی کیش

بن پاک مرشد کی خاکِ پا کو لگاؤں سر پہ اٹھا اٹھا کر

ہے مست و بےخود بنایا مجھ کو شرابِ وحدت پلا پلا کر

از قلم شری بھاگ مل جی سائیں

سادھو کا آتم اُپدیش سائیں صاحب کا لیکچر رسالہ ادم کے بیشتر پریمیوں کی نگاہ سے گذرا ہے۔ یہ بیسیوں روحانی کتب کے مصنف ہیں، عملی زندگی میں بھی با کمال پرش ہیں۔ اِس مضمون کو ایک شہنشاہ اور ایک مہاتما کی گفتگو سے شروع کیا گیا ہے اور آتم گیان کے رازدل کا نہایت خوبی سے انکشاف کیا گیا ہے، عبارت آسان ہے جس کو معمولی عقل کا انسان بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے،

سی حرفی از قلم مہاتما رنجیت رام جی

الف اپنے آپ دی ساہ بھئی ست چت آنند سروپ ہاں میں
ہر رنگ وے وچ ہے رنگ میرا سرب روپ دا اصل سروپ ہاں میں
بھل آپ نوں میں سال جیو بنیا چھڈ روپ نجی ہیا کر روپ ہاں میں
رلدہ رام دی مہر رنجیت راماں، بھیا سدھ جو شدھ سروپ ہاں میں

از بنگالی بابا جی مترجمہ شری سکھی چند جی دھیر بی اے ایڈیٹر

یوگ سوتر یوگ سوتر کا دیباچہ گذشتہ چند ماہ کے پرچوں میں شائع ہو چکا ہے جس کو دانا لوگوں نے بہت پسند کیا ہے شری دھیر صاحب نے اِس مضمون کو قلمبند کرنے میں جس قدر محنت کی ہے۔ اُس کا اندازہ تو پڑھنے سے ہو سکتا ہے البتہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یوگ کے دقیق مضمون کو اردو جیسی نامکمل زبان میں پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے شری دھیر صاحب کی لیاقت اور قابلیت کا یہ ثبوت ہے کہ انہوں نے اِس کٹھن مضمون کو چند گنتی کے صفحات میں پیش کر کے اردو دان اصحاب پر وہ اُپکار کیا ہے، جس کو قدردان اصحاب ہمیشہ ہی یاد کریں گے اور اُن کی محنت کی داد دیں گے۔ ہم دھیر صاحب کے بیحد ممنون ہیں بھگوان اُن کی محنت کو سپھل کریں۔

غزل ماخوذ از تحفۂ درویش

ادھر سے یارو اٹھاؤ دل کو کہ ہے یہ عالم سرا فانی
کہاں کی دولت کہاں کی حشمت کہاں کا راج اور کہاں کی رانی

مہاراج بھرتری ہری کا جیون چرتر۔ پنڈت کبیر چند جی شاستری بی اے۔

نربل کے بل رام۔ بھجن۔ مہاراجہ جے سنگھ والئے الور کا ایک پیارا بھجن۔ ب کہاں رم رہے راماں آؤ نو

افلاطون۔ پنڈت جگن ناتھ شرما

ارسطو۔ شری پرکاش انوراگی

رام بھگت مرزا عبدالقادر بیدل۔ از محمد الدین فوق

بھگتی کال۔ کیول دھیر

درس عمل۔ پنڈت رتن چند جی رتن

بدھ جی کا گیان۔ از قلم شری کول

سکون و تغیر۔ شری امر چند قیس

مندرجہ بالا مضامین آج مورخہ ۱۰/۱۱/۵۸ تک ہمارے پاس برائے اشاعت پہنچ چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے ضروری مضامین ابھی لکھے جا رہے ہیں۔ جن کو سالنامہ سادھو انک میں حسب گنجائش شائع کیا جاویگا۔ چونکہ ان مضامین کی ابھی پوری ترتیب نہیں دی جا سکی۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ ان میں سے چند مضامین اس سالنامہ میں شائع نہ ہو سکیں ان کو آئندہ سال کے ماہوار پرچوں میں شائع کیا جاویگا۔ نامہ نگار صاحبان ان کے متعلق فضول خط و کتابت نہ کریں۔

"ادم" کے موجودہ گراہک نوٹ فرماویں

۱۔ جن اصحاب کا چندہ اس ماہ میں ختم ہے ان کو سالانہ چندہ مبلغ ۶/۸ روپے بذریعہ منی آرڈر جلد ارسال کر دینا چاہیے تاکہ ان کی یہ رقم سادھو انک کی تیاری میں صرف کی جا سکے۔ یہ بھی ایک طرح کی امداد ہی متصور ہوگی۔ اور ہم ایسے دھرم پریمیوں کے خاص طور پر ممنون ہوں گے۔

۲۔ اگر آپ کو "ادم" کے ساتھ حقیقی پریم ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ وہ یہ کہ اپنی واقفیت اور رسوخ سے کم از کم دو نئے خریداران کا چندہ سادھو انک کے شائع ہونے سے پیشتر بھجوانے کا یتن کریں۔

"ادم" کے نئے خریدار بننے والے اصحاب

سے ہم نویدن کرنا چاہتے ہیں کہ رسالہ "ادم" کوئی نیا جاری شدہ پرچہ نہیں۔ بلکہ اس کا اجرا ۱۹۳۶ء میں ہوا تھا اور ۱۹۳۶ء سے لے کر آج تک اس نے دھارمک لٹریچر کے پھیلانے میں جو نمایاں کام کیا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہم ہر سال سالناموں کی صورت میں کئی دھارمک پستکیں دھارمک جگت میں تقسیم کر چکے ہیں۔ جن کو پبلک نے بیحد پسند کیا اور اس کی وجہ سے ہی "ادم" ہر دلعزیز بنتا گیا اب اس کے پاٹھک ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔

۱۹۳۶ء میں گیان انک ۱۹۳۷ء میں بھگتی انک ۱۹۳۸ء میں کرم یوگی انک۔ ۱۹۳۹ء میں شانتی انک۔ ۱۹۴۰ء میں پریم انک۔ ۱۹۴۱ء میں مکتی انک۔ ۱۹۴۲ء میں ایشور انک ۱۹۴۳ء میں ویدانت انک۔ ۱۹۴۴ء میں کرشن انک، ۱۹۴۵ء میں رام انک۔ ۱۹۴۶ء میں ہندو دھرم انک، ۱۹۴۷ء میں گیتا دگ درشن، ۱۹۴۸ء میں شکتی انک۔ ۱۹۴۹ء میں سادھنا انک، ۱۹۵۰ء میں نارائن انک، ۱۹۵۱ء میں تلسی رامائن انک، ۱۹۵۲ء میں مہابھارت انک ۱۹۵۳ء میں بھگوت گیتا انک، ۱۹۵۴ء میں اپاسنا انک ۱۹۵۶ء میں یوگ انک، ۱۹۵۷ء میں سنت انک، ۱۹۵۸ء میں ویدانت انک اور اب جنوری ۱۹۵۹ء کا سالنامہ

"سادھو انک"

مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء کو شائع ہوگا، جس کی چھپائی شروع ہو چکی ہے۔ کاغذ اعلیٰ قسم نیوز پرنٹ۔ ٹائیٹل شاندار، گیٹ اپ دیدہ زیب۔

یہ تقریباً ۱۵۰ (ڈیڑھ صد) بڑے صفحات پر مشتمل ہوگا۔ قیمت دو روپیہ مقرر ہوگی۔

لیکن

رسالہ "ادم" کے مستقل خریداروں کو سالانہ چندہ میں ہی بھینٹ کیا جاوے گا۔ اگر آپ ادم کے ابھی تک خریدار نہیں ہیں تو اپنی پہلی فرصت میں سالانہ چندہ مبلغ ۶/۸ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر اس شاندار اور مفید دھارمک انک کو حاصل کرنے کا پربندھ کریں۔ یہ ایک ضرورت کے مطابق چھپ رہا ہے۔ اس لئے اپنا آرڈر جلد بک کرالیں تاکہ بعد میں مایوس نہ ہونا پڑے۔

منی آرڈر کوپن پر

اپنا نام اور پورا پتہ خوشخط حروف میں لکھیں پتہ اردو، انگریزی یا ہندی میں ہونا چاہئے۔ تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اگر آپ نئے خریدار ہیں۔ تو صاف لکھیں۔ کہ "میں نیا خریدار ہوں" اگر پرانے خریدار ہیں۔ تو کوپن پر ضرور لکھیں کہ:

میں پرانا خریدار ہوں اور میرا خریداری نمبر .... یہ ہے۔ براہ نوازش منی آرڈر کی رقم ۱۰ یا ۱۵ دسمبر ۱۹۵۸ء تک ضرور ارسال کر دیں۔ تاکہ وی، پی تیار نہ کیا جاوے۔

اگر آپ

کسی وجہ سے اگلے سال کے لئے خریدار نہیں رہنا چاہتے۔ تو براہ نوازش ۱۰ دسمبر ۱۹۵۸ء تک ہمیں آگاہ کر دیں۔ تاکہ "سادھو انک" آپ کو وی، پی نہ کیا جاوے۔ اس اطلاع کا دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے ورنہ ہمیں خواہ مخواہ دس بارہ آنے کا نقصان ہوگا۔ جس سے آپ کو کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن ایک دھارمک پرچہ کو نقصان پہنچانے کا پاپ ہی لگے گا۔ اگر پرچہ کو جاری رکھنے کا منشا حاصل نہیں کرنا چاہتے تو کم از کم اس پاپ سے ضرور بچیئے۔ "ادم" کے پاٹھکوں کو واجب ہے کہ وہ

اپنی عقیدت اور شردھا کا ثبوت

دیتے ہوئے اپنی پہلی فرصت میں سالانہ چندہ مبلغ چھ روپے آٹھ آنے (۶/۸ روپے) بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کی کرپا کریں۔ اور اپنی نیک کمائی کو سپھل بنائیں۔

آپ کا شبھ چنتک
گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر

وگیان جیوتی ارتھات آتم درشن

(مصنفہ شری سوامی رام لال جی مہاراج بان پرستھی)

اس پستک کا تازہ ایڈیشن چھپ کر دفتر رسالہ ادم میں پہنچ چکا ہے۔ اس پستک میں شریرک مانسک۔ اور آتمک اُنتی کے لئے بہترین سادھن دیئے گئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر سادھک خود ہی انوبھو کریں گے۔ یہ پستک بے حد مفید ہے اور زیادہ تعریف کی محتاج نہیں۔ یوگ آسن پرانایام کرنے والے اور ادھیاتمک اُنتی چاہنے والے سجن اس کو ضرور منگوائیں اور لابھ اٹھاویں۔ یہ تقریباً [illegible] صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ اعلیٰ سفید ۲۲ پونڈ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت صرف ایک روپیہ ڈاک خرچ علاوہ

ملنے کا پتہ
دفتر رسالہ ادم بازار اجمیری گیٹ دہلی

کہاں کا پردہ کدھر ہے مخفی

از
پروفیسر
نرمل چندر جی

انسانی دُنیا میں علم اور تہذیب کے ظہور سے بھی پہلے یہ شعور اُٹھتا چلا آیا ہے کہ حقیقت کیا ہے، کہاں ہے اور اس پر کونسا پردہ ہے جس میں وہ چھُپ رہی ہے؟ حیوانی یا نباتی دُنیا میں اس کھوج کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ قدرتاً انسان حقیقت کو اپنے نمونے پر سوچتا اور اسے کوئی نہ کوئی شخصی صورت دیتا ہے۔ اسے طرح طرح کے نام دیا کرتا ہے۔ اور وہ اکثر اوقات وہ اپنے ابتدائی سنسکاروں کے زیر اثر بے شمار ناموں میں سے کسی ایک نام کو ہی حقیقت کا واحد اور اصلی نام مان لیتا ہے۔ اور اس حقیقت کو پانے یا اس کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی رسومات ایجاد کرتا ہے۔ حقیقت کو جاننے اور پانے کی اس کوشش کو ہی مذہب کا نام دیا جاتا ہے۔

علمی کھوج بھی انسانی خصوصیات میں سے ہے۔ کسی اور زمینی جاندار کو اشیا اور حوادث کے اسباب علل کا کبھی خیال نہیں آتا۔ بارش دیکھ کر اس کے دل میں یہ سوال ہی نہیں اٹھتا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ دد سے کراہتا بھی وہ اس کے کارن کی کھوج نہیں کرتا مگر انسان ہے کہ جو کچھ بھی اس کے سامنے آتا ہے۔ اس سے متعلق کیوں اور کس طرح کے سوالات اُٹھاتا ہے۔ نزدیک و دُور کی اشیا و واقعات کے درمیان تعلقات اور تغیرات کی تہ میں قوانین فطرت کو دریافت کرنے کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔

حیوان کو بھی روشنی اور تاریکی (دن اور رات) کا احساس ہوتا ہے مگر وہ اس ادلا بدلی کے سبب کو نہیں جانتا اور نہ وہ منطقی ضابطہ اور معیارات کا تصور رکھتا ہے۔ لیکن مذہبی کھوج اور علمی کھوج میں ایک بڑا فرق یہ ہے۔ کہ علمی کھوج محسوسات اور مشہودات پر ہی محدود رہتی ہے۔ اور دریشیہ سے پرے نہیں جاتی۔ مگر مذہب جس حقیقت کی تلاش کرتا ہے وہ محسوس اور مشہود نہیں ہو سکتی۔ اسی کھوج کے بارہ میں ہی صوفی شاعر کہتا ہے ؎

عاشقاں پیدا و دلبر ناپدید!

(عاشق تو ظاہر ہیں مگر معشوق مخفی ہے)

ناپدید (ادریشیہ) دلبر کی کھوج ہی روحانی کھوج ہے جس کا انسانیت کے ساتھ ہی جنم ہوا ہے۔ اور جو سدا جاری رہے گی۔ اسی لئے بعض محققین نے کہدیا ہے کہ سائنس خواہ کتنی ہی ترقی کرے۔ انسان مذہب سے کبھی مستغنی ہونے کا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ کئی مادہ پرست لوگ مذہب کو ایک مرض خیال کرتے ہیں، مگر یہ انسانی فطرت کا عمیق ترین جذبہ اور ضرورت ہے کیونکہ وہ حقیقت کو جانے اور پائے بغیر کبھی اس پرم آنند کو حاصل نہیں کر سکتا جس سے پرے کوئی آنند نہیں اور جو بڑے سے بڑے دکھ کو بھی حقیقی سرور میں بدل سکتا ہے اور جسے پاکر موت بھی امرت ہو جاتی ہے آج جب کہ سائنس نے دُنیا کو عیش و عشرت کے بے انداز اور نت نئے سے نئے سامانات سے بھر دیا ہے کر رکھا ہے انسان اپنی ہستی کے مرکز میں ذرا الگ اور تنہا پاتا ہے موجودہ تہذیب سے بیزار ہو کر اس کے علاج کی تلاش میں ہے بیشک مذہب میں توہمات و تعصبات کا کوئی انت

نہیں ہے۔ اور تاریخ انسانی میں مذہب ہی خون ریز عنادات و مجادلات کا باعث ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر خود مذہب (روحانی کھوج) تو کوئی وہم جہالت نہیں ہے۔ یہ تو اپنی اصل حقیقت میں وہ انسانی صفت ہے جو اسے کمال زندگی کے سرور حقیقی سے بہرہ ور کر سکتی ہے۔ حقیقی مذہب ہی تو انسان کو اس کی اندرونی عظمت و دولت میں بیدار کر کے اسے بیرونی اور ظاہری چھوٹائی اور محدودیت کے وہم سے نجات بخشتا ہے، ورنہ وہ بیشمار اور بے حد بڑی طاقتوں کے سامنے خود کو ایک ادنیٰ ترین اور عارضی کیڑا خیال کرنے پر مجبور ہوتا ہے، وسیع معنوں میں یہ مذہب ہی ہے جو زندگی کو معنی دے کر اسے جینے کے لائق اور بے بدل نعمت بنا سکتا ہے۔

انسان میں حقیقت کی کھوج کے عالمگیر جذبے نے ایک نہایت عجیب اور پیچیدہ دنیا پیدا کر رکھی ہے حقیقت خدا ایشور، گاڈ) کے نام پر بے شمار مذاہب وجود میں آ گئے ہیں۔ جو اپنی جداگانہ آخری [illegible] اور واحد سچائی کے مدعی ہو کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر جد و جہد کرنے میں مصروف ہو رہے ہیں اور نوع انسان کو عالم اندار میں لگاتار آگے بڑھتے چلے جانے میں ہٹیلی رکاوٹ ہو گئے ہیں۔

مذہب انسانیت (مانو دھرم) ایک اور صحت کی مانند ایک عالمگیر حقیقت ہے، مگر مذاہب نے مختلف قسم کی اور بے شمار بیماریوں کا روپ دھارن کر رکھا ہے مذہبی تفرقات ہی لوگوں کو آنکھ اپنی انسانی عظمت اور وحدت دیکھنے نہیں دیتے اور نہ انہیں خود بخود تحقیق کرنے اور پرکھنے کا حق دیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں صرف تقلید درکار ہے۔ یہ انسان کو جگانے کی بجائے اسے سلائے رکھنے کے لئے عقائد کی افیون بانٹا کرتے ہیں۔

سائنس کی مانند مذہب (دھرم) بھی ایک اور غیر محدود ہے اور جغرافیائی، نسلی، کتابی اور شخصی حدود میں بند نہیں ہو سکتا۔ وہ ہوا اور روشنی کی مانند سب کے لئے ایک ہے۔ اس عالمگیر حقیقت پر طرح طرح کے لیبل لگانا گویا سچائی کا گلا گھونٹنا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مذہبی دوکانداری نے انسانی زندگی کے رس کو خشک کر کے زمین کے واقعی سورگ کو نرک میں بدل ڈالا ہے۔ آج انسانی دنیا پر خوف، بدظنی اور تباہی کے سیاہ بادل چھا رہے ہیں اور یہ کسی بھی آن میں قطعی طور پر مٹ جانے کے خطرہ میں ہے۔

مگر حقیقت صرف ایک اور لاغیر ہے۔ اور باقی سب کچھ اسی کا ظہور ہے۔ وہی حقیقی خدا (برہم) ہے۔ کوئی شخصی وجود نہیں اور نہ کسی مخلوق سے مشابہت رکھتی ہے۔ انسان جہالت میں اس حقیقت کو دور اور مخفی مان کر اس کے متعلق طرح طرح کے ذہنی تصورات رچ لیتا ہے اور چونکہ تصورات نئے سے نئے تصورات کو جنم دیتے ہیں۔ دنیا میں نئے سے نئے مذاہب پیدا ہو کر شاخ در شاخ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لوگ حیران ہو کر نہیں جانتے کہ کیا کریں اور کدھر جائیں، مگر شانتی پانے کی خاطر کسی نہ کسی مذہب یا مذہبی ٹھیکیدار کی پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ انسانی دنیا کی یہ حالت انتہائی درجے کی قابل رحم ہے!

حقیقت (برہم آتما) مخفی یا در پردہ نہیں ہے۔ حقیقت کو کون چھپا سکتا ہے؟ وہ تو روشنیوں کی روشنی ہے، تمام مذاہب اس کے روبرو مصنوعی دیپک ہیں حقیقت کے نور سے ہی سب کچھ منور ہو رہا ہے، یہاں تک کہ اندھیرا، نیستی اور بیہوشی بھی اسی کے نور میں جانے جاتے ہیں۔ اور وہ خود عین علم اور نور ہے وہ کوئی صفت نہیں بلکہ عین ذات (ہستی) ہے اسے تصورات اور خیالات میں ڈھونڈنا ہی بڑی سے بڑی بھول ہے۔ تصورات میں انسان حقیقت (خدا) اپنے نمونے پر رچتا ہوا اس کے لطیف یا کثیف بت تیار کرتا ہے ہمارا اپنا خیال یا تصور ہی حقیقت پر پردہ ہو جاتا ہے اگرچہ خیال بھی خود نور حقیقت سے ہی منور

ہوتا (پہچانا جاتا) ہے،

پرم تتو (پربرہم) کو صرف واقفیت (علم) ہی براہِ راست انوبھو کیا جا سکتا ہے۔ اپنے اندر اور باہر مگر صرف اندر یا صرف باہر نہیں۔ کیونکہ حقیقت ایک اور اکھنڈ اور ہمیشہ کل ہے۔ حقیقت کا راز خود شناسی ہے۔ ہمارے اپنے ہونے اور جاننے میں ہی اس کا اپروکش گیان ہوتا ہے۔ اندرونی و بیرونی واقفیت (عالم ظہورات) اس پرم تتو کا چمتکار ہے، کوئی وہم نہیں، دھوکہ نہیں۔ زمین و آسمان حقیقت کی سدا نئی سے نئی تجلیات سے بھرپور ہو رہے ہیں۔ اگر حقیقت ہر جگہ، ہر وقت ہر حال میں دکھائی نہ دے۔ تو اپنی نگاہ کا قصور ہے، حقیقت تو تمام ظہورات سے بڑھ کر ظاہر ہے اور اسی کے نور میں تمام ظہورات و حالات منور ہونے (تجربہ میں آتے) ہیں۔ حقیقت کے سوا اندر، باہر، دائیں بائیں نیچے اوپر، آگے پیچھے اور ہے ہی کون اور کیا؟

وہی سچا گرو یا رہبر ہے جو حقیقت کو ہو بہو اندر باہر دکھلائے۔ نہ کہ اسے پناہ گیر اور بے دام غلام بنائے وہ تو انسان کو اس کے پاؤں پر کھڑا کرتا ہے۔ پامال ہونا نہیں سکھلاتا۔

کشفِ حقیقت (برہم درشن) کے لئے نہ کوئی ثبوت (پرمان) درکار ہے اور نہ کوئی تدبیر، کیونکہ خود حقیقت ہی سبھی ثبوتوں کی روشنی اور سب سے پہلے سب کو سدا حاصل ہے سادھن مفید اور ضروری ہیں مگر بیوہارک جگت میں ہی پرمارتھ سوتہ سدھ وستو ہے اور اس لئے کسی سادھن سے سدھ نہیں ہوتا۔ اس کی انوبھوتی کے لئے اگر کوئی ضرورت ہے۔ تو صرف جاگنے کی ہے اپنے آپ میں طلب اور جستجو فضول ہے کیونکہ طالب کی اپنی ذات ہی تو مطلوب ہے۔ حقیقت کو پانے کے لئے کہیں جانے کچھ اور ہونے یا پانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو سب سے پہلے ۔ اور سب سے بڑھ کر خود بخود روشن ہونے سے تمام تجربہ کو روشن کر رہی ہے،

ابلہاں حیراں کہ آیا حق کجاست ۔ در زمین ست یا کہ او اندر سماست
یا کہ بر عرش عظیمش جائے اوست ۔ یا کہ در خلد بریں ماوائے اوست
حق عیانست اے برادر جاوداں ۔ تو عیاں را خود چہ می جوئی نہاں
حق توئی حق را تو می جوئی کجا ۔ خویش را بشناس تا یابی خدا

"مورکھ لوگ حیران ہیں کہ پرماتما کہاں ہے۔ زمین کے اندر ہے یا آسمان میں موجود ہے۔ یا وہ اپنے عرش عظیم میں رہتا ہے یا سب سے اونچے بہشت میں اس کی رہائش ہے، اے بھائی۔ حق تو سدا ہی عیاں (ظاہر) ہے تو ظاہر کو مخفی مان کر کیوں ڈھونڈتا پھرتا ہے؟ تو آپ ہی حق (برہم) ہے۔ تو اسے کہاں ڈھونڈ رہا ہے اپنے آپ کو پہچان تا کہ ساکشات برہم پراپتی (درشن) ہو جائے۔ برہم کو اپنے سے غیر یا باہر ماننا ہی بڑی سے بڑی ناستکتا ہے۔ پرم آستک وہی ہے جو برہم کو حقیقی اپنا آپ (ذات) جان کر اسے ہی اپنے اندر باہر دیکھتا ہے جو کچھ بھی غیر ہے وہ محدود ہے۔ آتما اور برہم دو پیار نفس یا تتو نہیں ہیں۔ یہی آتما ہی برہم ہے۔ انا الحق۔

پڑھا اب عشق کا کلمہ

از مہاتما رنجیت رام جی

پڑھا اب عشق کا کلمہ بھلایا بید قراں کو　　بہ نظر غور جب دیکھا عیاں پایا ہے رحماں کو
اٹھے ہم خواب غفلت سے خودی کو بھی پھینکا　　دوئی کا پھاڑ کر پردہ ملے ہیں یار جاناں کو
وہ مندر میں وہ گرجا میں وہ مسجد میں نظر آیا　　اسی کے ذکر میں ہر دم زباں ہے بے زباناں کو
کہیں عاشق کی صورت میں کہیں معشوق بن بیٹھا　　وہی پیری ہے پیروں میں جوانی نوجواناں کو

وہی وصل و ہجر جانو وہی مطلوب طالب ہے
وہی رنجیت ہوشیدا پکارے یار جاناں کو

گذشتہ سے پیوستہ

ویدانت کی سیڑھی

مہاتما رنجیت رام جی

اب سوچنا چاہیے۔ کہ یہ اجسام کیا چیز ہیں۔ پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ سب اجسام پانچ بھوت کا کارج ہیں اور پانچ بھوت ایک ہی کی پانچ شکتیاں ہیں۔ اس لئے سب کا مخرج خود وہی ہے۔ اب سمجھو تو معلوم ہو جائے کہ وہ آپ ہی اپنے درمیان پردہ ہو رہا ہے۔ اس لئے پردہ بغیر کہنا بھی غلطی ہے۔ کیونکہ سب کچھ خود ہی ہے کسی اسم سے موسوم ہو یا کسی شکل میں نظر آوے۔ خود وہی ہے۔ شرتی پکار رہی ہے کہ

سروم کھلو ادم برہم

یہ سب کچھ بالتحقیق برہم ہے جو کچھ جڑ و چیتن نظر آ رہا ہے۔ وہی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جڑ چیتن دو نسبتی الفاظ ہیں۔ ورنہ درحقیقت جڑ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ چیتن ہی کی دو طاقتیں ہیں۔ ایک کو وشیش اور دوسری کو سامانیہ کہتے ہیں۔ جہاں وشیش تا موجود ہے اس کو بول چال میں چیتن اور جہاں سامانیہ ہے اس کو جڑ بولتے ہیں۔ پس اس قدر بیان کرنے سے تم کو ثابت ہو گیا ہو گا۔ کہ گیان اور اگیان دونوں کا واقعی وجود کچھ نہیں ہے۔

متلاشی۔ تو پھر بندھ اور موکش کی بابت بھی کرپا کر کے سمجھا دیجئیے کہ اس کی کیا اصلیت ہے؟

مہاتما۔ ایک شخص اپنے بستر پر سویا ہوا تھا۔ بحالت نیند اس سے کوئی قانونی جرم سرزد ہوا۔ فوراً پولیس نے گرفتار کر کے مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا۔ مجسٹریٹ نے جرم کو ثابت پا کر اس کو قید بامشقت کی سزا دی۔ اور زندان میں ڈال دیا۔ جیل خانہ میں پہنچ کر اس کو معلوم ہوا۔ کہ وہ ایسے سخت کام پر لگایا گیا ہے۔ کہ جس کو وہ انجام نہیں دے سکتا۔ جیل کے سپاہی سامنے کھڑے دھمکا رہے ہیں۔ کہ اگر تم نے یہ کام پورا نہ کیا۔ تو یاد رکھو۔ سزا میں تازیانہ ملے گی۔ بیچارہ مارے ڈر کے گھبرا رہا ہے۔ اور اپنی قسمت کو رو رہا ہے۔ کوئی یار و مددگار نظر نہیں آتا۔ جو اس تکلیف سے رہائی دلا دے۔ اسی خوف و ہراس میں تھا۔ کہ یکایک۔ ایک آدمی جہاں وہ سویا ہوا تھا۔ آ پہنچا۔ اور اس کے پلنگ کے پاس بیٹھ کر آہستگی سے اس کو جگا دیا۔ جب اس کی نیند کھلی تو اسے معلوم ہوا۔ کہ نہ تو درحقیقت اس سے کوئی جرم ہوا تھا۔ اور نہ ہی کسی نے گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈالا تھا۔ اور نہ ہی کسی نے اسے مشقت کے کام پر لگایا تھا۔ یہ سارا ماجرا نیند کے سبب سے معلوم ہوا۔ سو اسی طرح جو شخص اگیان کی نیند میں سو رہا ہے۔ وہ پھر اسی کے چکر میں گرفتار اور طرح طرح کے مصائب و تکالیف سے بیزار ہو رہا ہے۔ آئے دن سختی پر سختی دیکھ کر روتا ہے۔ لیکن جب گورو نے گیان دیا اور تتوم اسی وید کے مہاواک کا اپدیش کیا۔ تو جاگرت کی جاگرت میں آیا یعنی تریا یا عالم لاہوت میں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت اس کو کوئی بندھ نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کبھی وہ جنم مرن میں آیا تھا۔ جب بندھ ہی نہیں۔ تو پھر موکش کیسا۔ یہ سب تماشا اگیان نے دکھایا تھا جس کا خود حقیقت میں کوئی وجود نہیں تھا۔ اسی موقعہ پر گورو پاد آچاریہ فرماتے ہیں۔

"کہ نہ موت ہے۔ نہ پیدائش ہے۔ نہ کوئی کوشش کرنے والا ہے۔ نہ کوئی ممکشو ہے۔ نہ کوئی مکت ہے۔ نہ کوئی بندھ ہے۔ یہی پرمارتھ ہے۔"

متلاشی۔ مہاراج کرپا کر کے وید کے مہاواکیہ تتوم اسی

کا مطلب مجھے بھی سمجھائیں۔

مہاتما۔ اس مہاواک میں تین لفظ ہیں۔ تت توام اسی
تت کا واچ ارتھ ہے کہ وہ شدھ چیتن جس کی اپادھی مایا ہے
اپنی اپادھی سمیت جس کے وشیش رجو، ستو گنو ہیں اور
جس کے صفات یا گن سرب شکتمان انتریامی پیدا کنندہ، پرورش
کنندہ، فنا کنندہ، کرموں کا پھل دینے والا، جگت کو نیم میں
رکھنے والا، سرب وغیرہ ہیں۔ توام کا ارتھ ہے۔ وہ شدھ
چیتن جس کی اپادھی اودیا ہے۔ اپنی اپادھی سمیت جس کے
وشیش انتہ کرن ہیں۔ اور گن الپگیا اور کرموں کا پھل بھوگنے
والا ہے اور چاروں کوش میں آنے کے سبب پیدا ہونا اور مرنا
ان مے کوش کے دھرموں کو اور دکھ اور شوک منو مے کوش کے
دھرموں [illegible] وگیان مے کوش کے دھرموں کو سکھ دکھ آنند مے کوش کے
دھرموں کو [illegible] اسی ہے۔ اس کے معنی
استی یعنی ہست ہیں۔ اسی میں دونوں کی ایکتا ہے۔

متلاشی:۔ مہاراج، گویا مطلب یہ ہوا کہ مایا کی اپادھی
والا شدھ چیتن ایشور اور اودیا کی اپادھی والا شدھ چیتن جیو
اپنی اصل کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں۔ یہ بات میری سمجھ
میں نہیں آئی کبھی الپگیا اور سروگیا ایک نہیں ہو سکتے۔ نہ دانائی
اور نہ نادانی ایک بن سکتی ہے۔ اور نہ روشنی اور اندھیرا ایک ہو
سکتا ہے۔ کبھی آزاد اور قیدی ایک بن سکتے ہیں۔

مہاتما۔ واقعی بہت ٹھیک تم نے کہا ہے، واچ ارتھ
میں ایکتا نہیں ہو سکتی۔ اور یہی ایک راز ہے جس کے سبب غیر
عارف لوگ ایکتا کا نام سن کر سخت گھبراہٹ میں پڑ جاتے
ہیں۔ ایکتا تو لکش ارتھ میں ہوتی ہے یعنی جب دونوں کی اپادھی
مایا اور اودیا کو جدا کریں۔ تو پھر شدھ چیتن ایک ہی ہے کیونکہ
اپادھی سروپ میں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ تو ایک عارضی چیز ہوتی
ہے۔ جیسے صاف شیشے کے پیچھے کالا کاغذ لگانے سے
کالا رنگ، سبز کاغذ لگانے سے سبز رنگ اور سرخ کاغذ
لگانے سے سرخ رنگ نظر آتا ہے، لیکن اصلی سروپ میں
فرق نہیں ہے، محض اپادھی کے سبب سے ہے۔ اسی
طرح گھٹ آکاش اور مٹھ آکاش محض گھڑے اور مکان کی
اپادھی کے باعث تاریک معلوم ہوتے ہیں۔ درحقیقت وہ
تاریکی کبھی بھی آکاش کے سروپ میں نہیں ہوتی۔

ایسا ہی شدھ چیتن میں جو بڑا بھاری تفاوت تم کو
معلوم ہوتا ہے۔ وہ تو مایا اور اودیا کی اپادھی کے سبب سے
ہے۔ اصلی نہیں۔ اس لئے گیان کی حالت میں جب اگیان
دور ہوا۔ بھید بھی ساتھ ہی جاتا رہا۔

متلاشی۔ مہاراج! تو پھر اس کثرت کے سبب وحدت
کو جاننے میں سخت مغالطہ ہو جاتا ہے۔

مہاتما۔ دراصل کثرت کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے اور
وہ وحدت کے ہی آسرے ہے۔ دیکھو کھانڈ کے بیشمار
کھلونے سامنے پڑے ہیں۔ ظاہری نظر دیکھتی ہے۔ کہ یہ کرسی
ہے یہ برج ہے۔ یہ بارہ دری ہے۔ یہ ہرن ہے۔ یہ گدھا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ لیکن باطنی آنکھ سب کو ایک دیکھ رہی
ہے۔ اسی طرح عارفوں کو ایک برہم ہی برہم نظر آ رہا ہے۔
ساکھشات ہونے سے یہ تمام وسوسے اور باطل خیالات اس
طرح دور ہو جاتے ہیں۔ جس طرح سورج کے طلوع ہوتے
ہی اندھیرا کیونکہ بحالت تریا ایک ذات پاک کے سوائے
باقی سب معدوم ہو جاتا ہے۔

یہاں تک گفتگو ہوئی تھی۔ کہ مہاتما کی چوکی بھرنے
کے لئے چند قوال سارنگیاں، طبلہ اٹھائے ہوئے آ پہنچے۔
اور مہاتما کو نمسکار کرکے بیٹھ گئے۔ اور اپنے ساز درست
کرکے یہ اردو غزل گانی شروع کی۔

غزل

ہیں گدائے کوئے جاناں پر نہ رکھیں احتیاج

از مہاتما رنجیت رام جی

ہیں گدائے کوئے جاناں پر نہ رکھیں احتیاج
حشمتِ دارا سکندر تختِ جم کیواسطے

دین و دُنیا ہر دو خواہش سے کنارہ کش ہوئے
کیوں مکدّر دل ہوں دنیاوی الم کیواسطے

کاتبِ قدرت نے تھا جو کچھ لکھا تقدیر میں
ہو چکے گھائل نظر سے اِس صنم کیواسطے

گلشنِ آفاق میں غنچہ دہن جب مِل گیا
مِٹ گئیں سب حسرتیں باغِ ارم کیواسطے

گنبدِ افلاک میں یارو عجب قدرت نمی
سج رہے ہیں نقش سارے اِس صنم کیواسطے

آتشِ ہجراں جلائے تن بدن عشاق کے
ابرِ نیساں ہم پہ بھیجو فضل و کرم کیواسطے

چھوڑ کر مادّیتی رنجیت محوِ ذات ہو
آب میں لہر و حباب ہوئے عدم کیواسطے :

یوگ سوتر (تمہید)

از قلم شری سنجی چند دھیر بار ایٹ لاء

یوگ سوتر کا دیباچہ ماہ مئی سے لے کر ماہ ستمبر تک مسلسل اقساط میں ناظرین رسالہ ادم کے پیش نظر ہو چکا ہے اس کی یاد دہانی کے لئے مزید اختصار الاختصار دیا جاتا ہے دھرم کے معنی وسیع ہیں۔ اور اس میں سرشٹا ایشور بطور اوپیے (उपेय) بھی دھرم ہے۔ اور اس کی پراپتی کے سادھن اوپائے उपाय روپ میں بھی دھرم کہے جاتے ہیں۔ ریلی جن Religion مذہب شبد اوپائے کو سوچت کرتا ہے۔ اور درشن شبد انگریزی میں فلاسفی PHILOSOPHY شبد کے بالمقابل ملن کے عام معنوں میں مقصود ہوتا ہے یعنی جو سدھانت اوپیے روپی ایشور کے ساتھ ملن کراتا ہے اسی کو درشن یا فلاسفی کہتے ہیں۔ ہم آفرینش عالم (CREATION) میں کسی سے جدا ہوئے اور اب اسی کیفیت ملن کیلئے ہم میں سدا سے خواہش بنی رہتی ہے اسی کا نام جگیاسا ہے اس ہستی مطلق کو جس سے ہم جدا ہوئے سناتن سنسکرتی میں برہم، وستو وغیرہ شبدوں سے سوچت کیا جاتا ہے اور اس سے جدا ہونے کے کرم (क्रम سلسلہ) کو سرشٹی کرم PROCESS OF CREATION کہا جاتا ہے اور اسی ملن کے کرم क्रम کو لے کرم Process of dissolution کہا جاتا ہے اور اس میں ملن، کو نروان موکش، امرت تتو، آدی شبدوں سے سوچت کیا گیا ہے۔ جس کرم سے ہم آئے۔ ۔ ۔

اور جس کرم سے ہم ملن کرتے ہیں ان کو نقشہ مندرجہ رسالہ ماہ جولائی میں دیا گیا ہے۔ اور ان پدوں کے مختلف نام شاستروں میں دیئے گئے ہیں ان بالمساوی شبدوں کا نقشہ اصطلاحی (شبد تالکا) بھی رسالہ ماہ ستمبر میں دیا جا چکا ہے۔ یوگ سوتر انوسار وہ چھ پد مندرجہ ذیل ہیں۔ اس سرشٹی کرم (۱) چت चित्त (۲) چیتنی चित्ति (۳) سنکلپ یا سنجوگ संकल्प या संयोग (برہما) (۴) چیتنیہ चैतन्य (۵) چیت چیت चिति (۶) چیت चेत्य اور لے کرم میں (۱) سنفول سو کشتم سمادھی (۲) کرن گراہیہ پرگیا (۳) آہنگ گراہیہ پرگیا (۴) سنکلپیا بھاو یا سنجوگ بھاو (۵) کیولیہ موکش (۶) نروان موکش۔

مزید قسط آخری ماہ ستمبر میں ہی بتلایا گیا تھا کہ کس طرح سے کھٹ درشن دھرم سوتر اپور و میمانسا سے لے کر برہم سوتر تک آپس میں سمبندھت ہیں۔ یہ چھ درشن ایک ہی زینہ پر چھ سیڑھیاں Steps بطور چھ منزل آپس میں تعلق رکھتے ہیں۔ ایک نیچے کی منزل ہے تو دوسری اس کے اوپر کی منزل اور تیسری اس سے بھی اوپر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس چھٹا زینہ سب کے اوپر ہے، جب تک نیچے کی سیڑھیوں پر سے قدم بہ قدم اوپر کو نہ چڑھا جائے تب تک آخری منزل تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ ہر ایک جگیاسو کسی نہ کسی منزل پر کھڑا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی منزل کے مطابق اپنا رہنا سہنا، کھانا، پینا، بولنا یعنی سبھاؤ یعنی پرکرتی انوسار اپنا سادھن تپ آدی کرتا ہے۔ اور درجہ بدرجہ منزل بمنزل ایک زینہ سے اوپر کے زینہ پر پہنچتا ہے۔ جس سے یہ سوچت ہوتا ہے کہ یوگ ودیا کے ادھیکاری کے لئے کسی پورو یوگیتا کی ضرورت ہے، جب تک یوگیتا یعنی ادھیکاری یوگ سوتر نہیں بنتا تب تک اس کی بدھی Intellect اس ودیا Science کو گرہن کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اور اس کے دقیق مسئلے جو عملی اور سدھانتی ذہانت کے بغیر حل ہی نہیں ہو سکتے۔ آج کل کے آچار میں

اور ناخواندہ انگریزی تعلیم Conduct less

یافتہ لوگوں کے دماغ میں کیسے آسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ودّیا کا پرچار اور مطالعہ دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور اب بھی نہایت ہی خفیف صورت میں کہیں کہیں ٹمٹماتے ہوئے دیپک کی مانند نظر آتا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یوگی تحریر پر بمبت انبھیاں اجّم خودی بمطابق حجم جسم خاکی ا" اتیم آتما تپبرم" سے چل کر ہیت پری مت انبھیاں اجّم خودی مطابق حجم قلب) یعنی انیم آتما انتہ کرتم "تک پہنچتا ہے اور اس کے آگے یوگ درشن کی ودیا ددارا انیم آتما پرستا،" کی منزل میں پہنچتا ہے اور پھر برہم سوتر کا ادھیکاری بنکر پرش " پرکرتی سے ساکشاتکار کر کے "اتیم آتما برہم،" کی کوٹی پراپت کرتا ہے لہٰذا ادم کے پریمیوں سے التماس ہے کہ کھٹ درشنوں کے ترتیب دار درجہ بدرجہ سمبندھ کو یاد داشت سے نہ بھولنے دیں" دھرم سوتر یگیہ آدمی کی بدھی (ترکیب کرم کانڈ) باہیہ کرم سے پیوستہ ہو کر شبدہ برہم کہلاتا ہے لہٰذا اس میں بدھی اور منتر دل کا غلبہ ہونا لازمی ہے۔ اس سے بھوگ بدھی کی شانتی ہو کر تتو نرنے (کھوج حقیقت) کے لئے ممکش ادھیکاری ہوتا ہے۔ اور انومان پرمان سے اوپر آگم پرمان یعنی وید کا سہارا لے کر وہ ہے برہم کی پراپتی کے لئے اوپر اٹھتا ہے۔ اور یوگ بل اور ودیا ددارا "پرش پرکرتی" کا ساکشاتکار کر کے وویک خیاتی سمپن ہو کر جگیاسو ویدانت کا ادھیکاری ہوتا ہے اور گیہ برہم کی پراپتی کرتا ہے۔ دھرم سوتر گیان پردھان ہے اور نیائے وشیشک سانکھیہ وچار پردھان ہیں اور یوگ اور برہم سوتر وچار اور انوبھو پردھان ہیں۔

اس اختصار الاختصار کے بعد ادم "کے پریمیوں کو قبل از آغاز وضاحت یوگ سوتر یہ بتلانا ضروری ہے کہ ہمارے سناتن رشیوں اور منیوں نے ہر ایک شاستر کی رچنا کرنے سے پہلے شاستر کے مطالعہ کرنے والوں کو چار انوبندھ" بتلائے ہیں جن کا جاننا سب کو لازمی ہے وہ

یہ ہیں۔ اول وشیہ (مضمون شاستر) دوئم پریوجن (انتہم مدعا) سوئم سمبندھ (انکا باہمی تعلق) چہارم ادھیکاری یعنی کون اُس کو مطالعہ کرنے کی یوگیتا رکھتا ہے،

(۱) یوگ سوتر کا وشیہ "دھیے برہم" کی پراپتی کی منزل ہے یعنی یوگ ودیا "پرش۔ پرکرتی" کے ساکشاتکار کرنے کی ودیا (سائنس) ہے۔

(۲) اور اس کا پریوجن object ادی بِلداوویک خیاتی یکت ہو کر کیولیہ موکش کی پراپتی کرنا ہے،

(۳) لہٰذا وشیہ اور پریوجن کا مسلسل سمبندھ از خود ہی نمایاں ہے کیونکہ وشیہ گیان کے بغیر ادی بلداوویک خیاتی کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔

(۴) یوگ سوتر کے اپدیش کا ادھیکاری کون ہے؟

(۵) مندرجہ بالا وچار دھارا بخوبی تصفیہ کرتی ہے کہ جو اس سے قبل درشن آدمی کے معیار یعنی شبد برہم یعنی وید ویدیہ یگیہ روپی کرم کانڈ کی منزل طے کر کے چت شدھی کر چکا ہے اور بھوگ روپی ستھول پھل کو دھو کر فراغت پا چکا ہے وہ اس کی منزل پر چلنے کا ادھیکاری ہوتا ہے۔ کرم کانڈ گرہست آشرم یعنی سادھارن برت کا دھرم ہے اور اس کے بعد بان پرست اور سنیاس آشرم کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی بہار برت شروع ہوتا ہے۔ جو ابتدا سے ہی اُپاسنا روپی ادھیاتم کرم ہے۔ یوگ سوتر کا ادھیاتم کرم کا اپدیش اُن کے لئے شروع ہوتا ہے جنہوں نے دھرم سوتر سمبندھی ادھیاتم سماپت کر لی ہے۔ بحوالہ یوگ شکھر ۱/۷۸-۷۹۔

जन्मान्तर सहस्रेषु यदा क्षीणास्तु किल्बिषाः। तदा पश्यन्ति योगेन संसारोच्छेदन महत् ॥ योग: १/७८-७९

ترجمہ:۔ جس سمے ہزاروں جنموں کے بعد پاپ کشین (دور) ہو جاتے ہیں۔ اسی سمے پُرش یوگ ددارا سنسار کا اوچھید (نشٹ) کرنیوالا (گیان روپ) عظیم سادھن دیکھ سکتے ہیں (۱/۷۸-۷۹) لہٰذا پاپ کیسے کشین ہوتا ہے؟

तपसा कल्मषं हन्ति विद्ययामृतमश्नुते ॥

(ترجمہ) تپ سے پاپ نشٹ ہوتا ہے اور گیان
پراپت ہوتا ہے

तपो विद्या च विप्रस्य नैःश्रेयसकरं
परम् ॥

ترجمہ۔ تپ اور گیان یہ برہمن کے نشریس (سنیاس)
کے افضل سادھن ہیں۔

यस्मिन्विशुद्धे विरजे च चित्ते य
आत्मवत्पश्यन्ति यतयः क्षीण
दोषाः ॥

(ترجمہ) جس چت کے شدھ اور نرمل ہو جانے پر جن کے
دوش کشین ہو گئے ہوں وہ منی جن سمپورن بھوتوں کو آتم
سروپ ہی دیکھتے ہیں،

तमेतं वेदानुवचनेन ब्राह्मणा।
विविदिषन्ति यज्ञेन दानेन तपसा
नाशकेन ॥

(ترجمہ) بحوالہ برہدارنیک اپنشد اس آتما کو برہمن گن وید پاٹھ
یگیہ، دان، تپ اور الپواس کے دوارا جاننے کی اچھیا
کرتے ہیں؛ یعنی یگیہ دان۔ تپ آدی کرم اس کی پراپتی کے
سادھن ہیں۔ یعنی کرم کانڈ روپ دھرم سوتر لوگ ودیا کے
لئے ادھیکاری بناتا ہے۔

(B) برہم سوتر میں برہم ودیا کے ادھیکاری کے لئے
چتشٹے سادھن لازمی قرار دیے گئے ہیں، چتشٹے
سادھن حقیقتاً یوگ ودیا (ولی) سادھن ہی ہے یعنی
چتشٹے سادھن کے روپ میں یوگ ودیا دارشٹات
یوگ سوتر برہم ودیا کا ہی پوروانگ ہے۔ جس کے بارے
میں بحوالہ شویتاشوتر اپنشد ۱/۲/۶ شرتی پرمان ہے۔

तपः प्रभावाद्देव प्रसादाच्च ब्रह्म ह

श्वेताश्वतरोऽथ विद्वान।
अत्याश्रमिभ्यः परमं पवित्रं
प्रोवाच सम्यगृषि संघजुष्टम् ॥
६ / २१ श्वेता ॥

ترجمہ۔ شویتاشوتر رشی نے تپوبل اور پرماتما کی پرسنتا
سے اس پرسدھ برہم کو جانا اور اسی سمو داسے سے
سیوت اس پرم پوتر برہم تتو کا سمیگ پرکار سے
پرم ہنس سنیاسیوں کو اپدیش کیا یعنی اس ودیا کے
ادھیکاری پرمہنس سنیاسی یعنی چہارت کے اونچ
کوٹی کے یوگی ہیں۔ جنہوں نے تپوبل یعنی تپ، سوادھیائے
ایشور پرنیدھان دوارا برہم کا ساکشاتکار کیا۔ اس
شروتی سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ بحوالہ سمرتی

यदा मनसि वैराग्यं जायते
सर्ववस्तुषु। तदैव संन्यसेद्विद्वा-
नन्यथा पतितो भवेत् ॥

(ترجمہ) جس من میں تمام وستوؤں کے لئے ویراگیہ پیدا
ہو جائے اسی وقت ودوان کو سنیاس گرہن کرنا چاہئے
نہیں تو اس کا پتن (گراوٹ) ہو جاوے گا۔ مندرجہ بالا
بحوالہ بھگوان شنکر آچاریہ نے شویتاشوتر اپنشد کی ویاکھیا
میں دیا ہے کہ سنیاسی ہی اس ودیا کے ادھیکاری ہیں۔
جو چار اقسام کے ہوتے ہیں (۱) بھوودک (۲) کٹی چک
(۳) ہنس (۴) پرمہنس۔ آخری سب سے افضل شریشٹ
سنیاسی ہے۔ جو کرم کی انتم اوستھا پراپت کر چکا ہے،
انادھیکاری (غیر مستحق) کو اس ودیا کے اپدیش کا نشیدھ
(ممنوع) لکھا ہے۔ بحوالہ شویتاشوتر اپنشد۔

वेदान्ते परमं गुह्यं पुराकल्पे
प्रचोदितम्। न प्रशान्ताय
दातव्यं नापुत्रायाशिष्याय
वा पुनः ॥ ६ / २२ ॥ श्वेता०

ترجمہ۔ اُپنشد دلی میں برہم گوہیہ یعنی نہایت خفیہ اِس ودیا کا وِردکلپ میں اُپدیش کیا گیا تھا۔ جس کا چِت نہایت شانت نہ ہو سکوں۔ راگ دویش وغیرہ سے مُبرّا نہ ہو اُس پُرش کو اور جو پُتر یا چیلا نہ ہو اُس کو اسے نہیں دینا چاہئے۔ یعنی اِس ودیا کے ادھیکاری دو شخص ہیں۔ اپنا لڑکا یا چیلا۔ مگر اُن میں بھی اگر چت شانتی نہ پائی جائے۔ یعنی اُن میں اگر راگ دویش آدی کی جنم ملتی دیکھو ہو تو اُن کو بھی اِس کا ادھیکار نہیں ہے۔ اس لئے جو گورو اِس ودیا کا اُپدیش کرنا چاہیں وہ اپنے چیلے کو بہت عرصہ تک آزمائش کرکے چیلے کے گُنوں کی تشخیص کے بعد اُپدیش کی ابتدا کرتے ہیں بحوالہ شرتی پرشنو اپنشد

भूय एव तपसा ब्रह्मचर्येण श्रद्धया संवत्सरं संवत्स्यथ" प्र० ३०. १।२

ترجمہ:۔ "پھر ایک سال تک تپیا برہمچریہ اور شردھا پوروک تم یہاں باس کرو۔" یعنی ایک سال تک امتحان اور تپو گیان پراپتی میں لگاؤ

एक शतं ह वै वर्षाणि प्रजापतौ मघवान्ब्रह्मचर्यमुवास ।।
छान्दो० ८।११।३

ترجمہ۔ اندر نے پرجاپتی کے یہاں ایک صد ایک برس تک برہمچریہ برت کا پالن کرتے ہوئے نواس کیا") یعنی اندر کو بھی ۱۰۱ برس تک تپو گیان پراپتی میں لگ گیا۔ یک صد یک سال تک اس کی آزمائش ہوتی رہی یعنی دیوتاؤں کو بھی اس سے مستثنےٰ نہیں کیا گیا

(۳) پاتنجل یوگ سوتر میں یوگ کے ۸ انگ بتلائے گئے ہیں۔ یم، نیم، آسن، پرانایام، پرتیاہار، دھارنا، دھیان سمادھی اور ہٹھ یوگ کی پرکریا میں گورو، گورکھ ناتھ صرف چھ انگ آخری ہی تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی یم نیم اُن میں شامل نہیں ہیں۔ تو اِس کا کیا یہ مطلب ہے کہ ہٹھ یوگ جو کہ محض شریر ادھین پران کلا پر دھا[illegible] ہے میں ابتدا ستیہ آدی کی ضرورت [illegible] ہے۔ کیا [illegible] سو

ایشور پرنیدھان کے بغیر ہی موکھش کا سادھن ہو سکتا ہے نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے اِس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ ہٹھ یوگ سمبندھی پران کلاؤں کو تب ہی جیت سکتے ہیں۔ جب اِن کے آغاز سے پہلے آپ یم نیم آدی کو مکمل طور سے جیت چکے ہوں۔ یعنی یم نیم کی سدھی قبل از ہٹھ یوگ کریا اُپدیش لازمی ہے اور ہٹھ یوگ کے اُپدیش کا ادھیکاری بناتی ہے۔ اسی طرح پاتنجل یوگ سوتر کے آٹھ انگ کا انوشٹھان مہابرت سنیاس کا کورس شروع کرنے کے قبل شریر ادھین کرم کانڈ یگیہ آدی اور دیگر نت نیمتک دھرم سے مکمل فراغت پانا اِس کے لئے ادھیکاری بناتا ہے۔

(۴) دنیاوی اوستھا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم انجینئرنگ کالج یا میڈیکل کالج میں داخل ہونا چاہتا ہے تو پہلے B.A کورس حساب یا B.Sc میڈیکل گروپ پاس کرکے اِن پروفیشنل کالجوں میں داخل ہونے کا ادھیکار پراپت کرتا ہے بلکہ مزید شرائط لگادی جاتی ہیں کہ جبتک فرسٹ ڈویژن کے نمبرات حاصل نہ کئے ہوں تو کالج میں داخلہ نہیں ملتا۔ یونین سرکار اور صوبوں کی سرکاروں نے پبلک سروس کمیشن Public Service Commission مقرر کئے ہوئے ہیں تاکہ وہ یہ جانچ کر سکیں کہ اُمیدواران متعلقہ اسامیوں پر کام کرنے کے ذٹ یعنی ادھیکاری ہیں یا کہ نہیں۔ تو کیا ایشور کو بتلانے والی ودیا کو پڑھانے والے کالجوں میں بغیر کسی یوگیتا qualification کے ہی داخل کیا جائے گا۔ یہ تو نالائق پرنسپلوں یا [illegible] گوروؤں کا ہی کاروبار ہوتا ہے جو بغیر یوگیتا کی آزمائش کئے ہی چیلوں کا انبار لگاتے جا رہے ہیں۔ کیا سب کو ایشور پراپتی ہو گئی ہے؟ نہیں نہیں۔ کیا سب کی بدھی میں بھگوان ویدویاس کا پاتنجل سوتر کا بھاشیہ گرہن ہو گیا؟ ہماری کیا [illegible] ہے بھگوان ہی ہمارا رکھشک ہو۔ ایک برٹش لائق [illegible] ایک اخبار میں یوگ درشن پر منصفانہ تبصرہ لکھا گیا

ہیں نے ان کے تبصرہ میں یہ بات غور سے ڈھونڈھی کہ لوگ درشن کے ادھین کا ادھیکاری کون ہے مگر کہیں بھی انہوں نے اس وشیہ پر قلم نہیں اٹھائی۔

(E) بہت سے پرکرن گرنتھ و ویدانت کے متعلقہ ادھیکاری کے مضمون پر تبصرہ دیتے ہیں اور اپنشدوں میں شرتیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے حوالہ دیا جاچکا ہے مگر کہیں بھی کسی ٹیکا میں یوگ سوتر کا [illegible] ہے کے مضمون پر وضاحت نہیں کی گئی۔ شری بنگالی بابا نے ہی تمام درشنوں کی سنگتی لگا کر ایک ہی زینہ کے چھ قدم درشا کر یوگ سوتر کو پانچواں ادھیکار دیا ہے۔ یوگ سوتروں کی ویاکھیا کے سمہ مناسب استھان پر اس کا حوالہ دیا جائے گا۔ اور جیسا کہ اوپر بتلایا جاچکا ہے۔ دھرم سوتر کی تکمیل ہی اس کے لئے یوگیتا کا درجہ ہے۔

(F) بھگوان نے مانو جاتی (نسل انسان) کو چار ورنوں میں تقسیم کر کے پھر اس میں بھی چار آشرم کے کرتویہ (فرائض) سب پر عائد کر دیئے۔ آشرموں کا سلسلہ krama ایک آشرم سے دوسرے آشرم میں پرویش کرنا، جگیاسو کے ادھیکار پراپتی acquisition of fitness پر مبنی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر ایک آشرم کے کرتویہ کا مقرر کرنا بے معنی اور بلا کسی آخری مدعا کے ہوتا۔ چونکہ ہر ایک انسان کا انتم مدعا بھارت سنسکرتی انوسار پرم پراپتی نروان موکش ہے اور اس پرم پراپتی کے لئے پرورتی مارگ سادھارن برت ایک ابتدائی سادھن ہے۔ لہٰذا ورن آشرم کی تقسیم بھی سادھن روپی مارگ میں ادھیکار پراپتی پر مبنی ہے۔ اس لئے یوگ سوتر کی ودیا پراپتی سے قبل اس کے لئے یوگیتا یعنی ادھیکار پراپت کرنا ازبس ضروری ہے

سرشٹی کرتا بھگوان واسدیو کے چرنوں میں

مادر پدر ہو تم ہی، تم ہی دوست و اقربا تم ہی
بخشندۂ علم و دانش تم ہی، کلیم دلبوں کے دلبر تم ہی
بہرے کو تو کان دے اور گونگے کو تو دے زبان

لنگ کو تو چڑھا دے بر برج کوہ ہفتم آسماں
پرواز کرتا ہے ہر پرند از قوت تو بے ساز و ساماں
ہر ذرۂ ناچیز کو چمکا دے تو مانند آفتاب جہاں

عجز و انکساری کے سوا اس بال پہ میرا کوئی بار نہیں
اسم اعظم کے سوا تیرے کسی کا بھی میں پرستار نہیں
بیشک حاجت روا ہے تو، کیا کچھ تیرے پاس سرکار نہیں
لاچار ہوں بے بس ہوں تو بھی کچھ مجھے درکار نہیں

تمنا نہیں کہ تمنا بھی ہو کوئی ما سوائے دیدار حق نما
چشم پرنم میں تصویر تیری قائم بالیقیں کیا اقرار نہیں
اسے بحر بے کراں علمیت، حقیقت عالم دمخزن
بھر دے خزانے غربا کے ازاں نہ فانی تو ولیکن
"دھیر" کی قلم میں کر رواں گیان کے چیدہ دائمی سخن
انکشاف ہو جس سے رازِ ابدی انوباد یوگ درشن

بحوالہ شری مد بھاگوت دوسرا ادھیائے سکندھ اول شلوک ۲۸ ، ۲۹

वासुदेव परा वेदा वासुदेव परा
मखा: । वासुदेव परा योगा
वासुदेव परा: क्रिया: २८ ॥
वासुदेव परं ज्ञानं वासुदेव
परं तप: । वासुदेव परो धर्मो
वासुदेव परा गति: ॥ २९ ॥

ویدوں کا تات پریہ (مفہوم) شری کرشن میں ہی ہے۔ یگوں کے ادولش شری کرشن ہی ہیں۔ یوگ (کرم بدھ کریا بدھی، سمگر کرم مارگ) شری کرشن کے لئے ہی کئے جاتے ہیں، تمام کرموں کی پری سماپتی بھی شری کرشن میں ہی ہے شلوک ۲۸

گیان سے برہم سروپ شری کرشن کی ہی پراپتی ہوتی ہے تپسیا شری کرشن کی پرسنتا کے لئے ہی کی جاتی ہے۔ شری کرشن کے لئے ہی دھرموں کا انوشٹھان ہوتا ہے اور سب گتیاں (حرکات

دسمم پادشاہ

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج

از قلم
امیر الشعرا
دیوان
پنڈت ایس جی قمر

جلوۂ حسنِ ازل جس دم ہوا جلوہ نما — ذرّہ ذرّہ میں ہوئی پیدا ضیائے جاں فزا
پرتوِ رخسار سے شانِ جلالی رونما — دیکھ کر جس کی جھلک نندلال یوں گویا ہوا

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

ہند کیا خوش بخت ہے دشمیش جس کا رہنما — کلغی دھر کا نام ہے مشہور سچا پادشاہ
اس سے بڑھ کر کون ہوگا بے تکلف بے ریا — جس نے اپنی قوم پر گھر بار صدقے کر دیا

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

نام نامی ہے گورو گوبند اس سرکار کا — سنگھ ہے سرتاج ہے دلدار ہے بے یار کا
آسرا نادار کا اور حوصلہ بیمار کا — یہ گورو ہے ست گورو مشکل کشا ناچار کا

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

خالقِ اکبر نے بھیجی صورتِ صدق و صفا — مجمعِ اوصاف ہے سرکار کی اک اک ادا
ست گورو ہے پیر ہے اور ناخداؤں کا خدا — نام نامی کا اثر ہے لا دواؤں کی دوا

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

پھر اُسی صورت کو آنکھیں آن ہیں بیقرار — دید کی خاطر تڑپتی جسم میں ہے جانِ زار
چہرۂ اقدس دکھا دو سُن کے طالب کی پکار — میں بھی گویا کی طرح رٹتا رہوں یہ بار بار

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

حسن خود عاشق ترا ہے جانِ جاں آرامِ جاں — ہیں حسیں فرقت میں تیری ماہیِ بے آب سال
ایسی صورت نیک سیرت کاش پھر آئے یہاں — دیکھ کر جس کو قمر نندلال کا ہوں ہمزباں

دین و دنیا در کمندِ آں پری رخسارِ ما
ہر دو عالم قیمتِ یک تارِ موئے یارِ ما

رازِ قدرت

از قلم
چودھری جے نرائن سنگھ جی
ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر

شری گیتا میں بھگوان نے ارجن کو کہا ہے

یکتا ہار وہار سیہ یکت چیشٹہ سیہ کرم سو
یکت سپنا و بودھسیہ یوگو بھوتی دکھ ہا

اِس کا سادھارن ارتھ تو یہ ہے کہ جو یوگی اپنی اوستھا کے انوسار سادھنا کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور جگت کا کار وہار کرتا ہے اور سوتا جاگتا ہے۔ اُس یوگی کے دکھوں کا ناش ہو جاتا ہے۔ مگر اِس شلوک میں موکش کے سکھ اور مکتی کا بھاری راز بھی چھپا ہوا ہے۔ ذرا پہلے نچلی سے نچلی اوستھا سے شروع کرو۔ جڑ وستو اَرتھات لوہا، مٹی، پتھر وغیرہ کو لے لو۔ اُن کا آہار قانون قدرت کے تحت اُن کے سبھاؤ کا خاص حالات میں گرہن اور دجاتی کا تیاگ ہے۔ قطعی مردہ حالت اُنکی کیا کسی ہستی کی بھی نہیں ہے۔ ہاں اُن میں پرانی بھاسک یعنی اپنی مرضی والی اوستھا اِس حد تک اندھکار میں چلی گئی ہے کہ اُن کو انسان و حیوان جیسی بڑھی ہوئی گیان کی حالت کے مقابلے میں جڑ یا مُردہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سدھانت کا سطحی نظریہ ہے۔ عالم کی درستی سے نہیں مگر جب اِس ریت یا فولاد کے ذرّوں کو صاف کر کے لطیف بنایا جاتا ہے تو اُس میں روشنی کے سبب مُنہ کا عکس تک پیدا ہو جاتا ہے اور آواز وغیرہ پکڑ کر پھر اسی طرح HIS MASTER'S VOICE کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ یہ اِس ذرّے کی یکت بیوہار اور آہار یعنی مناسب سور پرداخت کے کارن ہے جو خواہ کوئی عالم سید سے اور جلدی طریقے سے کر دے یا قانون قدرت کے تحت ایک لاانتہا عرصے کے بعد ہو [illegible] کی سوانوں میں [illegible]

اِس کے بعد درخت وغیرہ آتے ہیں۔ اُن کو بھی اگر غور اور پرداخت سے پالا جائے۔ تو اُن میں دوائی اور زندگی بڑھانے والی مٹھاس وغیرہ جنگلی درخت کی حالت کے مقابلے میں بہت بڑھ جاتی ہے۔

اِس کے بعد جانور آتے ہیں۔ اُن کی مناسب دیکھ بھال تو بڑے حیرت انگیز نتیجے پیدا کر دیتی ہے۔ اور اُن کی نسل کی نسل ہی اُن گنوں کی مالک بن جاتی ہے۔ مثلاً اگر کتے کو پوری دیکھ بھال اور تعلیم کے ساتھ سدھایا جائے تو جن جرائم اور گم شدہ چیزوں کا انسان قطعی کھوج نہیں لگا سکتا۔ ایک کتا نہایت آسانی سے لگا سکتا ہے اور اپنے مالک یا اُس کے بچے کی حفاظت کرنے میں کسی خطرے کی پروا نہ کر کے جان دے ڈالتا ہے جو یہ مطلبی انسان نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سرکس کے گھوڑے، ہاتھی، بندر، گائے، وغیرہ کو دیکھئے۔ یہ شبھ گنوں یعنی مالک سے وفاداری، صبر، چوری نہ کرنا، غرضیکہ پانچوں گنوں کے پالن کرنے میں معمولی انسان سے سوبھاؤک ہی بڑھ جاتے ہیں مگر اِس سے آگے "جہاں میں کون ہوں" اور یہ سنسار کیا ہے "اِس کا بنانے والا کون اور کس طرح بناتا ہے"

اِس حد میں یعنی محض وِدیا کی دنیا میں اِن کا دخل نفی کے برابر ہے۔ اِس اصول پر چلتے ہوئے اِس منش کو لیجئے جس حد تک ایک سدھا ہوا منشی بڑھ کر شبھ کرم کر سکتا ہے وہ اوستھا تو جانور کی ہی ماننی چاہیئے۔ خواہ کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہو کیونکہ جب جانور اُس کو سکھلانے پر یا سوبھاؤک پراپت کر لیتا ہے۔ تو پھر انسان کیوں نہ کرے۔ اِس لئے یم نیم کا پالن تو اِس کا بحیثیت جانور ہی دھرم ہے کوئی

احسان نہیں۔ نہ اپنے پر اور نہ کسی اور پر۔ گو یہ شیر کا بچہ اس یم اور نیم کے پالن میں جانور سے بھی گرا ہوا ہوتا ہے

اب اس کی علم والی ترقی کو لیجئے جو جانور کو کسی طرح نہیں پراپت ہو سکتی یعنی "میں کون ہوں" اور یہ جگت کیا ہے"۔ اب اس کھوج میں اگر اس کی شری گیتا کے شلوک کے انوسار ٹریننگ ہو۔ تو اس پر قدرت کے وہ چھپے ہوئے راز کھل جاتے ہیں۔ کہ ان میں تمام وہ طاقتیں جو اس سے نچلی اوستھا والے جڑ اور جاندار ہستیوں کی شدھ سے شدھ حالت میں ہو سکتی ہیں، وہ تو آ ہی جاتی ہیں، مگر ان کے علاوہ اس کو تمام کائنات ہی اپنے اندر محسوس ہوتی ہے۔ اور دھرم کے مارگ ہیں جو کہ پریم اور ستیہ کا راستہ ہے اتنا بڑھا ہوا سوبھاوک ہی ہوتا ہے کہ موت اور جنم کی تبدیلی اور تمام جسمانی اور دماغی دکھ دور ہو کر اپنے اندر اپنے پرکاش سے مست ہو کر "اہم برہم اسمی"، "انا الحق" وغیرہ کہہ اٹھتا ہے، اور اس پر یہ شعر سچ سچ پورا اترتا ہے

کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوزنہ ہوں میں
سن کے میرے بھی بولے یہ اک دوست
فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست

غزل

از منشی رام لبھایا ساحرؔ

وہ جذب اور کشش فطرتِ ممات میں ہے
کہ انتشار سا شیرازۂ حیات میں ہے

بقا کا بھید عیاں ایک تیری ذات میں ہے
فنا وہ سب ہے جو دنیائے بے ثبات میں ہے

تو ہی ہے قادرِ مطلق تو ہی ہے ربِ کریم
ترا ہی ذکر ترا نام بات بات میں ہے

نگاہ و دل نے بہم مل کے بے نقاب کیا
وہ ایک رازِ من و تو جو کائنات میں ہے

فلاں فلاں ہے خدائی میں ہر طرح مقبول
وہی وہی جو تری نگہ التفات میں ہے

اسیرِ رنج و بلا ہے یہ قلبِ زار تو دیکھ
یہ جان ننھی سی آلام و حادثات میں ہے

سمجھ کے محض فسانہ سا درگذار نہ کر
یہ قصۂ دلِ غمناک واقعات میں ہے

تجھے خبر بھی ہے مشکلکشائے دو عالم
کہ تیرا ساحرؔ ناکام مشکلات میں ہے

سبکتگین کی آپ بیتی

نیکی کا
پھل
نیک ہوا
کرتا ہے

میرے باپ کے ورد زبان سدا یہ شعر رہا کرتا تھا۔

"مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا"

اُن کی ہر وقت مجھ کو یہ نصیحت تھی۔ کہ مردانگی اور دلاوری کا عمل کرنا ہی انسان کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ وہ ہمیشہ فرماتے تھے کہ جو کام کرو دلیر ہو کر شیر مرد ہو کر کرو۔ اگر تم ہمیشہ سرفراز اور کامیاب ہو گے۔ اِن کا مقولہ تھا کہ ہر فعل ہر کام میں دلیری سے رفاقت کرو۔ وہ ارشاد کیا کرتے تھے۔ کہ اگر کسی غریب پر رحم کرنا ہو۔ تو دلاوری کا پہلو لے کر رفاقت کرو۔ اگر کوئی روزگار کرنا ہو۔ تو جوانمرد ہو کر۔ اگر دشمن سے لڑنا ہو تو موت کا خوف بھول کر مقابلہ کرو۔ اور تمہاری حشمت عزت اور طاقت ترقی کریگی۔

مَیں ابھی نو سال ہی کی عمر کا تھا۔ کہ ایک دفعہ ہمارا ایک نزدیکی رشتہ دار نوجوان مر گیا۔ اِس کے ماتم میں تین چار دن تک ہمارے گھر میں کھانا کسی نے نہ پکایا، کئی دن ہم نے لگڑ سکر چنا چبینا کھا کر بسر کئے۔ جب بہت دن روٹی کی شکل دیکھے گذر چکے تھے، میری والدہ کی ایک سہیلی نے سب سے چھپا کر مجھ کو ایک روٹی دی اور کان میں کہا، کہ باہر چلے جاؤ۔ اور کہیں بیٹھ کر کھا لینا۔ میں نے روٹی کو بغل میں دبا لیا اور گھر سے دور جا کر ایک جگہ کھانے بیٹھ گیا۔ ابھی ایک دو نوالے ہی کھائے ہوں گے۔ کہ ایک ضعیف العمر بڑھیا میرے پاس آ گئی۔ اُس نے ہاتھ باندھ کر کے کہا۔ بیٹا! میرے تین بچے چار پانچ دن سے بھوکے ہیں۔ مجھ کو انہوں نے نہایت پریشان کر رکھا ہے اور کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ خدا کے واسطے یہ روٹی مجھ کو دے دو"

گو میری بھی بھوک سے از حد بری حالت تھی کیونکہ پیدائش سے اِس دن تک میں نے ایسے فاقہ کے دن کبھی نہ دیکھے تھے، لیکن میں نے سوچا کہ باپ نے دلاوری اور مردانگی کا سبق پڑھایا تھا۔ اگر اِس وقت میں نے ہمت ہو کر دلیری کا کام نہ کروں تو لعنت ہے میری زندگی پر۔ چنانچہ میں نے وہ روٹی بڑھیا کو دے دی۔

اِس بات کو گذرے چھ سال کا عرصہ ہوا کہ ایک دن میں کنوئیں کے پاس کھڑا تھا۔ ایک جوان عورت پانی نکال رہی تھی۔ پرلی طرف سے ایک سانڈ ہمٹی بھاگتا ہوا آ گیا۔ اِس کا تین چار برس کا بچہ ڈر کر کنوئیں میں گر گیا، عورت نے چند منٹ ہائے ہائے واشے کا شور و غل کیا۔ اور پھر جھٹ کنوئیں کے اندر چھلانگ لگا دی۔ میں نے خیال کیا کہ عورت ذات نے ایسی دلاوری کا کام کیا۔ میں ہی نامرد ہوں، چنانچہ اُسی وقت میں نے بھی کنوئیں میں چھلانگ لگا دی، مجھ سے پہلے عورت نے بچہ کو پکڑ لیا تھا، مگر پانی بہت گہرا تھا۔ وہ بھی غوطے کھانے لگی۔ میں نے جا کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور دوسرا ہاتھ کنوئیں کی دیوار سے لگایا۔ حسن تقدیر سے وہاں پر ایک موٹی سی جڑ کسی درخت کی پھوٹ نکلی تھی، اُس کو میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اب تو میں جڑ کے آسرے اور عورت میرے سہارے سے بچے کو لئے ہوئے آرام سے لگ رہی، اِتنے میں اوپر سے کئی آدمی کنوئیں کے گرد جمع ہو گئے۔ اور اُن لوگوں نے رسہ وغیرہ ڈال کر آسودگی سے ہم تینوں کو باہر نکالا۔

اس واقعہ کو دو سال ہو گئے کہ میرے باپ نے رحلت کی۔ اور میں یتیم رہ گیا۔ میری ماں تین چار برس پہلے ہی مر چکی تھی۔ اب میری پشت پناہ کوئی نہ رہا۔ جو کچھ گھر میں اثاثہ تھا۔ میں نے سب چھ سات ماہ میں کھا لیا۔ اس وقت میرے پاس ایک گھوڑا اور تین بکریاں تھیں۔ میں نے بکریاں فروخت کر دیں۔ اور ایک عمدہ سا مضبوط کپڑوں کا جوڑا تیار کرا لیا۔ گھوڑے پر خورجی ڈال لی۔ اور اس میں دو تین سیر میٹھے چاول رخشنک کئے ہوئے ایک سیر ڈیڑھ کے قریب بادام اور ایک سیر چھوہارے بھر لئے۔ اور اپنے والد کی تلوار کمر میں باندھ کر نوکری کے لئے گھر سے چل نکلا۔ چار دن رات سفر میں رہا۔ پانچویں دن شام کے وقت جنگل میں ایک دریا کے کنارے آرام کے لئے گھوڑے سے اترا۔ گھوڑے کو سبز گھاس میں چھوڑ دیا۔ اور خود ہاتھ منہ دھونے کو دریا پر آیا۔ ابھی میں نے صرف ہاتھ ہی دھوئے تھے کہ گھوڑے کو ایک شیر ببر نے آ کر پکڑ لیا۔ میں تلوار میان سے نکال کر اس کی طرف بھاگا۔ شیر نے گھوڑے کو کمر سے پکڑ کر نیچے گرایا ہوا تھا۔ میں نے قریب جا کر زور کی تلوار شیر کے پیٹ پر ماری۔ تلوار کا ایسا گہرا وار پڑا کہ درمیان سے آدھا شکم شیر کا کٹ گیا۔ اور اس کی تمام انتڑیاں باہر نکل پڑیں۔ وہیں چند منٹ کے اندر شیر اور گھوڑا دونوں ٹھنڈے ہو گئے۔ شیر کے پنجوں سے گھوڑے کا کام تمام ہو چکا تھا۔ میں نے گھوڑے کی موت کا از حد افسوس کیا کہ ایسے جنگل بیابان میں میرا ایک ہی رفیق تھا۔ وہ بھی جاتا رہا۔ بعد ازاں تلوار کو دریا میں دھویا اور خود بھی ہاتھ منہ دھو کر نماز پڑھی۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ اور خورجی سے چند بادام اور چھوہارے اور دو مٹھی چاول نکال کر کھائے۔ پانی پیا۔ اور اس خوف سے کہ رات کو کوئی جنگلی درندہ مجھے سوتے ہوئے کہیں ختم نہ کر جائے ایک درخت پر چڑھ کر سو گیا۔

علی الصباح اٹھ کر خورجی کی تلاشی لی تو صرف چار پانچ بادام اور چھٹانک بھر چاول باقی تھے۔ غرضیکہ اب آئندہ کے لئے پیٹ کا بھی فکر پیدا ہوا کیونکہ یہ بھی مجھے معلوم نہ تھا کونسا شہر کتنے دنوں کو مجھے ملے گا۔ وہاں سے سیدھا جنوب کی طرف چل نکلا۔ سارا دن سفر کیا۔ جب گھڑی گھڑی دن باقی رہا۔ تو جنگل میں ایک ہرنی کو دیکھا۔ جو ایک جھاڑی سے نکل رہی تھی۔ مگر اس کا بچہ جو ایک دو دن کا تھا۔ جھاڑ میں پھنس کر رہ گیا۔ میں نے دوڑ کر بچے کو پکڑ لیا۔ میں دن بھر کا بھوکا تو تھا ہی۔ دل میں خوشی ہوئی۔ اب اس کو بھون کر کھاؤں گا۔ میں ہرنی کے بچے کی گردن پکڑے ہوئے ایک درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا۔ وہ بیچاری مامتا کی ماری مجھ سے چند گز پر ہی چکر لگانے لگی۔ اس کی آنکھیں میری آنکھوں میں گڑ گئیں۔ اور نہایت مایوس رحم کی حالت میں گویا مجھ سے التجا کرنے لگی۔ کہ میرا بے بس بچہ چھوڑ دو۔ مجھ کو یاد آیا کہ والد نے فرمایا تھا کہ ایسے موقعہ پر ہی دلاوری کی آزمائش ہوتی ہے۔ اب اگر میں کم ظرف ہو کر اپنے پیٹ کا تنور بھرنے کو اپنی زبان کی چاٹ کے لالچ سے ہرنی کا معصوم اور بے گناہ بچہ ذبح کر کے کھا جاؤں۔ تو مجھ سا نالائق دوسرا کوئی انسان نہ ہوگا۔ لہذا میں نے وہ بچہ اسی وقت چھوڑ دیا۔ اور وہ اپنی ماں کے پاس جا کر اس کے ساتھ ساتھ چل نکلا۔ اس وقت ہرنی کا چہرہ نہایت خوش خوش نظر آتا تھا۔ اور خیال ہوتا تھا کہ خداوند کریم مجھ کو اس رحم کا فردا اجر دے گا۔ گویا ہرنی ہزارہا دعائیں مجھ کو دیتی جا رہی تھی۔ اتنے میں اندھیرا ہو گیا اور میں بھوکا ہی ایک تناور درخت پر چڑھ گیا اور سو گیا۔ صرف چند ساعت رات باقی تھی۔ کہ مجھ کو خواب آیا کہ ایک سفید پوش خضر صورت بزرگ میری پشت پر رحمت اور شفقت کا ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس نے فرمایا کہ خدائے قدیر تجھ پر از حد مہربان ہوا ہے۔ اس کا حکم ہے کہ تو نے ہرنی کا بے کس بچہ چھوڑ دیا ہے۔ اس کے عوض تجھ کو بہت جلد بادشاہ بنایا جاوے گا۔ خوشی سے میرے آنسو نکل پڑے اور میری آنکھ کھل گئی۔ اتنے میں شفق پھوٹ آئی تھی۔ اور میں شجر سے نیچے اتر کر اپنی خورجی کندھے پر ڈالے ہوئے آگے کو چل نکلا

ابھی جنگل سے میل آدھ میل سفر کیا تھا۔ کہ بیس پچیس سوار نظر آئے اور وہ سب کے سب ڈاکو تھے۔ اُن کے سردار نے للکار کر کہا کہ ادھر آ۔ تو کون ہے؟ جو ایسے خوفناک جنگل میں تن تنہا سفر کر رہا ہے۔ اگر اپنی زندگی کو عزیز سمجھتا ہے تو اپنا تمام مال و اسباب ہمارے حوالے کر دے۔ ورنہ ابھی تن سے سر جدا کر دیا جاوے گا۔ میرے پاس جو کچھ سرمایہ تھا آپ کو معلوم ہی ہے۔ مگر میں نے خود بخود نامردوں کی طرح ڈاکوؤں کا تابعدار بن جانا دلاوری کے خلاف سمجھا۔ اور اپنی مفلسی کا اظہار کرنا اپنی ہتک خیال کی۔ اور میں نے باواز بلند کہا کہ ہم ایسے ویسے بزدل انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ اگر تم لڑائی کرنا چاہو۔ تو یہاں بھی کچھ دیر نہیں ہے، یہ سنتے ہی سردار ڈاکو نے ہلّہ بول دیا۔ میں ایک درخت کی آڑ لے کر تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جو شخص میرے قریب آتا تھا اس پر وار کرتا تھا۔ نو دس آدمی میرے ہاتھ سے مجروح ہو کر گھوڑوں سے گر گئے۔ دو آدمی اسی جگہ مر گئے باقی زخمی آدمیوں کو اُٹھا کر دور لے گئے اور سردار نے کہا سب آدمی اکٹھے ہو کر گھوڑا دوڑاؤ۔ ان کی یہ حکمت کارگر ہوئی اور مجھ کو فوراً پکڑ لیا گیا۔ اُن کے نیزوں اور تلواروں سے مجھ کو بھی کئی درجن زخم آ چکے تھے، سردار ڈاکو نے حکم دیا کہ اُس کو آرام سے مکان پر لے جاؤ۔ اور مرہم پٹی سے تندرست کر کے ہمارے پاس لاؤ۔ یہ دلاور اور جوانمرد آدمی ہے۔ ہم اس کو اپنا ساتھی بنائیں گے۔

مجھ کو وہ لوگ ایک گھنے جنگل میں لے گھسے۔ اور وہاں ایک عالیشان مکان میں لے جا کر میرا اچھی طرح معالجہ شروع کیا اور شب و روز دودھ گھی سے خوب عمدہ تواضع کی۔ دس بارہ دن کے اندر میں تندرست ہو گیا۔ پھر مجھ کو سردار کے سامنے لائے۔ اُس وقت اُس کے پاس سو، ڈیڑھ سو کے قریب ماتحت قزاق موجود تھے، میں نخوت سے اکڑ کر روبرو جا کر کھڑا ہو گیا۔

ڈاکوؤں کا مالک بولا۔ دیکھو! تم نے ہمارے دو آدمی قتل کر دیئے چھ سات کو سخت زخمی کیا۔ پھر بھی ہم نے تم سے رعایت کی ہے، تمہاری خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ اب تم کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ ہمیشہ کے لئے دوست بن کر کام کرو۔ میں نے کہا۔ اگر مجھ کو تم پکڑتے وقت ہی قتل کر دیتے تو مجھ کو زندگی کی خواہش نہ تھی، مگر آپ نے میری دوائی اور ہر طرح کی تواضع کرائی۔ اس کے صلہ میں آپ کا میں نہایت مشکور ہوں، مگر یہ ناپاک کام یعنی چوری اور ڈاکہ زنی کا میرے نزدیک از حد گراہوا کام ہے۔ لہٰذا میں ہرگز ہرگز ایسے موذی کام میں آپ کا معاون اور رفیق بننا نہیں چاہتا، بلکہ جہاں تک میرا داؤ لگے گا۔ میں تم لوگوں کو ایسے کام کرتے ہوئے تہ تیغ کرنے سے بھی دریغ نہ کروں گا۔

ایسا سن کر ڈاکوؤں کا سردار کہنے لگا۔ کہ ہم تم کو چند یوم قید رکھیں گے۔ اور کسی شہر میں جا کر تمہیں فروخت کر کے خاطر خواہ دام کھرا کریں گے۔ اور تم مزدوری کے عوض تمام عمر غلامی کی تکالیف میں رہو گے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے شاگردوں کو اشارہ سے کہا اور آن واحد میں ان لوگوں نے مجھے پابہ زنجیر کر لیا۔ اس کے بعد وہ لوگ مجھ کو ہر وقت ایک کوٹھڑی میں مقفل رکھنے لگے اور میری خوراک بھی ایسی ویسی ہی مقرر ہو گئی۔ لیکن یہ خیال ہر وقت اُن کے ذہن میں رہتا تھا۔ کہ یہ شخص موٹا تازہ ضرور رہے۔ تاکہ اس کے دام کم نہ ملیں۔

برابر ڈیڑھ مہینہ ان کے جاسوس سوداگر کی تلاش کرتے رہے، آخر ان کو ایک سوداگر ملا۔ جو ہمیشہ غلاموں کی ہی خرید و فروخت کا بیوپار کرتا تھا۔ وہ بلقان کے علاقے سے آ رہا تھا کہ راستہ میں ان ڈاکوؤں نے مجھ کو اُس کے ہاتھ کئی سو روپیہ لے کر بیچ دیا۔ اس سوداگر نے مجھے تین چار ہفتہ اچھی پرورش کر کے فربہ کیا۔ بعد ازاں عمدہ لباس پہنا کر شہر غزنی میں لایا۔ میری شکل و صورت پسندیدہ تھی۔ اُس وقت میری عمر ۱۸، ۱۹ سال کی ہو گی، میرا شہرہ تمام شہر میں پھیل گیا اور جب بادشاہ غزنی نے سنا اُسنے سوداگر کو بلا کر میرے مانگے دام دیئے۔ اور مجھے اپنی خدمت میں لے لیا۔ اور ایک دن اسی میرے آقا سلطان الپتگین نے مجھ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا اور خدا کا وعدہ سچا ہوا۔

(سبکتگین)

از قلم۔ ڈاکٹر راج بہادر ورما راز بریلوی

بنائے محبت گلستاں میں ڈالو

نئے تخم خاک بیاباں میں ڈالو
بنائے محبت گلستاں میں ڈالو

محبت سے پیش آئے انساں سے انساں
وہ خوئے حسیں، خوئے انساں میں ڈالو

برائی کو غیروں کی دیکھو نہ ہرگز
ذرا اپنے منہ کو گریباں میں ڈالو

محبت تمہاری نہ نکلے گی دل سے
بلا سے مجھے قیدِ زنداں میں ڈالو

گلوں کی بہاریں مکدر ہیں کیسی
نئی جان رنگِ گلستاں میں ڈالو

تمنا ہیں پھولوں کی گلشن میں آیا
نہ پھولوں کو تم میرے داماں میں ڈالو

نہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور تحفہ
یہی خاکِ در میرے داماں میں ڈالو

حقیقت ہے نقشِ باطل کی منزل
سمجھ کر قدم راہِ امکاں میں ڈالو

بنا فیض سے جس کے رنگیں گلستاں
وہی نہج صحنِ گلستاں میں ڈالو

اٹھیں جس سے شعلے فسردہ جہاں میں
وہ گرمی رگِ جانِ انساں میں ڈالو

ہر اک گام اے راز سنجیدگی سے
چلو۔ منزلِ فکرِ عرفاں میں ڈالو

شرفِ انسانی

یہی ہے شرفِ انسانی کہ انساں بامروت ہو
سخی ہو رحمدل ہو خوش چلن ہو نیک سیرت ہو

نہ ہو وے منحرف ہرگز طریقِ راستبازی سے
کوئی درپیش مشکل ہو کوئی ذہن اذیت ہو

ہمیشہ یادِ اس محبوب کی دل میں رہے قائم
منور قلب ہو جس سے عیاں رازِ حقیقت ہو

یہی مذہب یہی ملت یہی ہے دین اور ایماں
کرے وہ کام حاصل دوسروں کو جس سے راحت ہو

عمل دائم اگر کرتا رہے تو ان اصول پر
تو حاصل ہر قدم پر تجھ کو دنیا میں مسرت ہو

(قسط دوم)

ایک مہاتما کا پرساد

از
شری
جگن ناتھ جی
لکھنؤ

جس منشیہ نے سنسار میں آکر ایشور پراپتی کا کوئی سادھن نہ کیا اور اپنا سمے سنساری کاموں میں ہی ویتیت کر دیا۔ اس سا اور کون ابھاگا ہو سکتا ہے۔ ایک طرح سے وہ آتم ہتیارا ہوتا ہے اپنے جیون میں منشیہ جو پاپ کرتا ہے اس کا پرائشچت بھی ہوتا ہے۔ جس سے اس پاپ کا پھل نشٹ نہیں ہو جاتا تو کم ضرور تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن آتم ہتیا کا تو کوئی پرائشچت ہی نہیں ہے کیونکہ جب وہ خود ہی نشٹ ہو جاتا ہے تو وہ اب پرائشچت کیسے کرے، جیوت پرش ہی یتن کر سکتا ہے اور یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ اپنے شریر کا اپیوگ تیاگ اور تپسیا اس مارگ پر چلنے کے لئے کر لینا چاہیئے۔ اگر اس میں ذرا بھی ڈھیل یا پرماد سے کام لیا جاتا ہے تو پھر موقعہ ہاتھ نہیں آتا اور نیتری مرتیو، پنر جنم کا چکر چلتا رہتا ہے، کوی نے اسی بھاؤ کو درشانے کے لئے کہا ہے،

زندگی خواب تھی نہ سمجھے ہم، نقش بر آب تھی نہ سمجھے ہم
راحتیں اس کی ہیچ تھیں یکسر، سراب کا تھیں سر بسر منظر
ہم انہیں استوار سمجھے تھے۔ خزاں کو ہم بہار سمجھے تھے
مصروف طرب رہے نہ کچھ سمجھے۔ رنج و تعب سہے نہ کچھ سمجھے
عمر یونہی گزار دی ہم نے۔ جیتی بازی بھی ہار دی ہم نے
خواب گراں میں ہم رہے مدہوش۔ بیٹھا تھیں نفس اور پنبہ بگوش
کف افسوس اب کیوں ملتے ہو۔ اب بھی سنبھلو اگر سنبھلتے ہو
دم سے پیٹے گا تو چلائے گا۔ پھر نہ کچھ ہاتھ تیرے آئے گا
آخری سفر کی آئی باری اب اس کی ہی چاہیئے تیاری اب
اب نہ دنیا کے راگ تم گاؤ اس کے پھندے میں اب تم آؤ
وہ بجا کوچ کا بگل ہشیار۔ خواب غفلت سے اٹھو ہو بیدار

بھگوت پراپتی ہی منشیہ کے جیون کا پرم لکشیہ ہے ہر ایک وستو کا کچھ نہ کچھ ادیش ضرور ہوتا ہے، جیسے ولیش سے دلیشانتر جانے کے لئے کسی وششٹ ادیش کو لے کر ہی پروگرام بنایا جاتا ہے، اسی طرح سے ہماری جیون یاترا کا بھی ہونا چاہیئے لیکن بہت تھوڑے وکتی اس وشئے پر وچار کرتے ہیں۔ آیو ہے کہ ویتیت ہوتی جاتی ہے، واستو میں ہم ہی ویتیت ہوتے ہیں۔ جیسے بھرتری ہری جی نے ویراگیہ شتک میں کہا ہے،

کالو نہ یاتو ویمیو یاتا۔ ترشنانہ جیرنا ویمیو جیرنا

ارتھات، کال یا وقت نہیں گزرتا، ہم ہی گزر جاتے ہیں، اسی طرح سے ترشنا بوڑھی نہیں ہوتی وہ تو ویسی کی ویسی بلوان رہتی ہے پرنتو ہم ہی بوڑھے ہو جاتے ہیں، یدی ہم اپنے جیون میں یہ سوچیں کہ ہم جیتے کیوں ہیں اور اس پرشن کا اتر دینے کی کوشش کریں جو واستو میں اس کا اتر ہو سکتا ہے تو ہمارا ادیش پورا ہو سکتا ہے۔ وہ اتر یہی ہے کہ ہم کیول بھگوت پراپتی کے لئے جیتے ہیں۔ صوفی کہتے ہیں سے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

ارتھات: ہم بھوجن اس لیے کرتے ہیں کہ جیوت رہ سکیں، اور ایشور بھجن کر سکیں، پرنتو تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ ہمارے جیون کا ادیش کیول کھانا پینا اور مزے کرنا ہی ہے۔ سنسار کی جتنی چیزیں ہیں ہم انہیں کسی کارن سے ہی چاہتے ہیں، نوکری کیوں اچھی لگتی ہے روپیہ کے لیئے۔ اور روپیہ کیوں اچھا لگتا ہے؟ کیول اس لئے کہ اس سے سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے، مکان بھوجن آدی سب سامگری پراپت کرنے کا روپیہ ہی

سادھن ہوتا ہے۔

اتنی سامگری کیوں بٹورتے ہو۔ یہ اس لئے کہ اس سکھ سامگری کے سنچے سے ہمیں سکھ ملتا ہے، وہ کیوں؟ ہم اننت سکھ چاہتے ہیں، جس طرح اور جہاں اس سکھ کی پراپتی ہو وہی ہمارا لکش ہے، وہ سوائے ایشور کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے واستو میں ایشور ہی ہماری اچھیا کا وشئے ہونا چاہئے۔ آنند سروپ، سچدانند روپ کیول ایشور ہی ہے۔ یدی ہم اُس ایشور پراپتی میں سپھل نہیں ہوتے تو جیون یاترا اسپھل اور بیکار ہی ہو جاتی ہے۔ ماتا دیوہوتی کو اُپدیش کرتے ہوئے کپل جی کہتے ہیں کہ وہ کرپن ہے جو ویسے ہی جیون بھوگ کر چلا جاتا ہے۔ جو ایشور یا پرماتما کے لئے تیاگ نہیں کر سکتا۔ دھرم کی اچھیا تو یہی ہے کہ ہم اسے پالن کرنے کے لئے یدی آوشیکتا ہو تو منزل اور سمبندھیوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ پرنتو ہم تو اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے، وشئے پرائن ہو کر اپنی آلوکک روپی رتن کو کھو رہے ہیں، سارا دن وشیوں کا ہی چنتن کرتے ہیں۔ ہم نے اپنا ادھیکار تو انہیں دے رکھا ہے اس سے بڑھ کر اور کرتگیا کیا ہو سکتی ہے واستو میں مانشیہ جیون کی سارتھکتا یہی ہے کہ ہم اس میں بھگوت درشن کی چیشٹا کریں۔ اندریاں کیوں بنائیں، من اور بدھی کیوں پردان ہوئے کیول ایشور پراپتی کے لئے۔

ویسے تو ایشور ہمیں روز ملتے ہیں، کب؟ جب ہم گاڑھی نیند میں سو جاتے ہیں، لیکن ہم اسے جان نہیں پاتے، جب تک نرادھار نہ ہو یعنی بے پردہ ہو کر وہ صاف صاف ہمارے سامنے نہ آ جائے۔ تو دکھوں کا ناش نہیں ہوتا من وہ ہے جب پرتیکش ہو جائے اس لئے پرماتما نے جیو کو چیتنا دی، من بدھی آدی پردان کئے۔ تاکہ وہ ان کے دوارا اس کو پہچان سکے۔ اور اس سے ابھن ہو جائے۔ دیہہ کی اُتپتی بھی اسی کارن سے ہے جس کے واسطے جو وستو ملی ہے ہم اس کا دُر اُپیوگ کر رہے ہیں۔ واستو میں یہ چیزیں ہماری ہیں ہی نہیں، پرنتو آدمی کو ہم اپنا روپ مان رہے ہیں۔ "یہ پنچ بھوتی" دیہہ اس پر ہم قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارا ہے نہیں بلکہ یہ شریر ہم ہی ہیں۔ بھگوان کو جانتا ہے اس کا بھگت، وہ کون ہے، جو جھکتوں کا بھگت ہے، بھگوان کے تتو کا گیان کس کو ہو سکتا ہے۔ عام سنساری جیو کو نہیں کیول اُسے جسے یہ سنسار دکھائی ہی نہیں دیتا۔ اس کی نگاہ میں سوائے اس پرم تتو بھگوان پرمیشور، سچدانند گھن پربھو کے کوئی وستو نہیں سما سکتی جیسے اس گیان کی پراپتی کا سب سے بڑا سادھن منشیہ شریر دُرلبھ ہے ویسے ہی یہاں پُرش اور سنیاس یا آشرے بھی دُرلبھ سمجھے جاتے ہیں، دیوتاؤں کو یہ سوبھاگیہ پراپت نہیں ہے۔ وہ کوئی نوین چیز نہیں کر سکتے" بلکہ ہی کھاتے ہیں۔

لکش درشن کا شاستر کے آدھار پر نشچے کرنا چاہئے۔ اور پھر اس کی پراپتی کا یتن، کیول کلپناؤں سے اس اودیش آدرش کا نہ کوئی نشچے ہی ہو سکتا ہے۔ اور نہ یتن کے بغیر اس کی پراپتی سمبھو ہے اس کے لئے بہت قیمت ادا کرنی پڑتی ہے

رادھا کا سپنا

از شری امر چند قیس

جب راہ میں اُن کو دیکھا ۔ میں سمجھی جاگے بھاگ

ملتے ہی مجھ سے جھٹ پٹ ۔ وہ ہاتھ چھڑا کر بھاگے
میں اُن کے پیچھے پیچھے ۔ وہ میرے آگے آگے
بھنور اسا سمے تو سجنی! ۔ ایسے ہی رہا کھٹ راگ
جب راہ میں اُن کو دیکھا ۔ میں سمجھی جاگے بھاگ

مدھر کے نکٹ پہنچی میں ۔ ہاتھ آ ہی گیا پیتامبر
انمول سمجھ کر پارس کو ۔ میں لوٹ آئی اپنے گھر
بھڑکی نہ بجھی اب کے بھی ۔ من کی یہ سُلگتی آگ
جب راہ میں اُن کو دیکھا ۔ میں سمجھی جاگے بھاگ

پگلوں کی طرح ہنس ہنس کر ۔ پھر پیتامبر کو چوما
جب نین اُگھاڑے میں نے ۔ دل چکرایا، سر گھوما
وہ میرا ہی آنچل تھا ۔ "دیپک" ہی نکلا "بہاگ"
جب راہ میں اُن کو دیکھا ۔ میں سمجھی جاگے بھاگ

پرتیکشا

از پرم ہنس پنڈت پیارے لال جی

ورہ انل بھڑکے تن من میں ۔ جیون اُلجھا ہے کاپن میں
بیت رہی ہے اسی لگن میں
کب تم چھب دکھلاؤ گے
موہن! کب تک آؤ گے ؟

من میں ہے دکھوں کا ڈیرا ۔ آنکھوں میں چھایا ہے اندھیرا
کب ہوگی یہ رین سویرا ؟
کب تم نیند لگاؤ گے ؟
موہن! کب تک آؤ گے ؟

مدھ ماتی سی تان اُڑا کر ۔ پریت راگنی پریم سے گا کر
ہونٹوں سے امرت برسا کر
کب تم من ہرشاؤ گے ؟
موہن! کب تک آؤ گے ؟

سُندر جیون

از حکیم ریکھل داس جی مضطر

جیون یاترا کے پیارے یاتری! اپنے جیون کو سُندر بناؤ۔ جیون کی سندرتا ہی جیون کا اصلی مقصد ہے، شریر کی سندرتا کس کام کی؟ شریر کی سُندرتا نہ تو ہمیشہ رہ سکتی ہے اور نہ ہی رہیگی، لاتعداد سندر شریر والے انسان اپنی چھب دکھلا کر سندرتا پر اتراتے ہوئے، غرور کرتے ہوئے ناز کرتے ہوئے بالآخر جیون یاترا سماپت ہوتے ہی ملیت نابود ہوگئے، شریر کی سندرتا تو بجلی کی سندرتا کی طرح چنچل ہے وہ رہ نہیں سکتی۔ جب انسان کا شریر جو کہ سندرتا کا آدھار ہے ایک لمحہ میں فنا ہو جاتا ہے۔ تو سندرتا کا ناز کیوں؟ بیماری کا ایک ہی گرم جھونکا آیا کہ سندرتا کا پھول مرجھایا۔ وہ انسان جن کو دیکھنے کے لئے لاتعداد آنکھیں ترستی تھیں، بیماری کا ایک حملہ ہوتے ہی ایسے بدصورت بن گئے کہ اب انہیں کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ سندر شریر جن کو آنکھوں میں جگہ ملتی تھی، مٹی میں مل کر خاک ہو گئے۔ کوئی ان سندر شریر والوں کا نام تک ہی نہیں لیتا ... لیکن وہ انسان جنہوں نے شریر کو سندر بنانے کی بجائے جیون کو سندر بنایا۔ اپنے جیون میں اور جیون سماپت ہونے کے بعد بھی پوجے مانے جاتے ہیں۔ لاتعداد لوگ نہایت فخر سے ان کا نام لیتے ہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں ان مہاتماؤں کا شریر چاہے سندر ہو۔ چاہے سندر نہ ہو ایک دنیا ان کے جیون کی سندرتا کی قدر کرتی ہے۔ ان کو ہر حالت میں نمسکار کرتی ہے اور ہر حالت میں ان پر شردھا رکھتی ہے ... پس اے یاتری۔ اپنے جیون کو سندر بنانے کی کوشش کرو اس کے لئے تمہیں سندر بھگوان کی

سندر سرشٹی سے سندر اپدیش مل رہا ہے۔ اس سندر سرشٹی کا ذرہ ذرہ سندرتا کا اپدیش دیتا ہے، ذرا ٹھنڈے دل سے دیکھو اور سنو۔

میرے چاند۔

جیون کی سندرتا کے لئے چاند کی طرح ٹھنڈے رہو۔ ہر حال میں ٹھنڈے۔ ہر حال میں شیتل، تمہارے ہردے میں کبھی بھی کرودھ کی اگنی نہ اٹھنے پائے۔ کوئی بھی حالت آ جائے۔ کچھ بھی ہو جائے۔ تم من کی شیتلتا کو نہ چھوڑو من کو شانت رکھنا مہاتماؤں کا طرز عمل ہے۔ جونہی کرودھ آیا، شیتلتا گئی، بھلا سندر جیون میں کرودھ کا کیا کام؟ سندر جیون تو شیتل جیون ہے۔ جو بھی تمہارے پاس آئے اسے شیتلتا دو وہ تمہارے درشنوں سے تمہارے شبھ سندر میٹھے بچنوں سے شیتل ہو جائے۔ اور تم بھی جہاں جاؤ۔ اپنے اندر سے شیتل دھارا برساتے جاؤ۔ چاند کی ٹھنڈی چاندنی کی طرح ہر طرف ٹھنڈک بکھیرتے جاؤ۔ ایسے شیتل بچن بولو کہ دوسرے شریروں کے جلتے ہوئے دلوں کی اگنی شانت ہو جائے ان کے ہردوں کی تپش دور ہو جائے۔ ان کی زندگی شانتی کی زندگی بن جائے، مگر یہ تب ہوگا۔ جب تم خود اپنے من کو بالکل شانت رکھو گے، کوئی بھی خلاف مرضی کام ہونے پر من کی شانتی نہ چھوڑو گے۔ ہر حال میں شانت، ہر واقعہ میں شانت۔ ہر جگہ شانت۔ ہر لمحہ شانت ...... یہ سندر جیون کا لکش ہے۔ پہلے خود ایسی شانتی میں غوطہ لگاؤ پھر دوسروں کو یہ امرت پلاؤ۔

میرے شیتل روپ یاتری!

جل کی طرح زندگی بسر کرو۔ جلتے ہوئے دلوں کی اگنی بجھا دو۔ ہر ایک دل کی پیاس بجھا دو۔ تم نہیں جانتے لاتعداد انسان پیاسے ہیں۔ انہیں فرحت کی پیاس ہے۔ تم اپنی شکتی کے مطابق جہاں تک ہو سکے۔ ان کی ضرورت کی پیاس بجھا دو۔ اگر کچھ دینے کی شکتی نہیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اپنے میٹھے بچنوں سے ان کے ہردے کی دیاکلتا دور کرو۔ نہایت سندر میٹھے اور پریہ وچن بولنے سے تمہارا کچھ خرچ نہیں ہوگا کچھ خسارہ نہیں پڑے گا، مگر دوسرے آدمی کو بہت کچھ مل جائے گا تمہارے دھیرج اور پریم کے شبدوں سے اس کا دھیرج بندھ جائے گا۔ مایوسی امیدمیں بدل جائے گی، جلتے ہوئے دیاکل ہردے کو تمہارے ٹھنڈے جل کی طرح ٹھنڈے شبد ٹھنڈک بخشیں گے۔

اور اے یاتری! جس طرح جل ہر ایک برتن میں سما کر وہی صورت اختیار کر لیتا ہے اسی طرح سندر جیون بنانے کے لئے تم بھی حالات اور واقعات کے برتن میں اپنے من کو ڈھال دو۔ جو حالت آ جائے جو واقعہ ہو جائے، من کو اس کے ساتھ سہمت کر دو۔ اس کا مقابلہ نہ کرو۔ تمہارا مقابلہ کرنے سے حالات تبدیل نہیں ہوتے۔ بلکہ تھوڑی دیر صبر کرنے سے اور من کو ان حالات میں ڈھالنے سے وہ حالات قانونِ قدرت کے ماتحت خود بخود تبدیل ہو جائیں گے۔ اگر مصیبت کے بادل سر پر آ گئے ہیں۔ ہر طرف مایوسی اور اندھکار ہے تو گھبراؤ نہیں، تھوڑی دیر صبر کرو، شانتی کرو، تم دیکھو گے کہ تمہارے صبر اور شانتی کے نتیجہ میں مصیبت اور مایوسی کے تمام بادل تتر بتر ہو جائیں گے۔ امید کا سورج نکلے گا۔ جو تمہیں نئی زندگی اور نئی روشنی دے گا۔

میرے پھول

سندر جیون چاہتے ہو تو شگفتہ پھول کی طرح زندگی بسر کرو۔ ہر وقت ہردہ کھلا رہے اس میں کبھی بھی مرجھاوٹ نظر آئے۔ جہاں بھی جاؤ نیکی کی خوشبو پھیلاتے جاؤ۔ ہر شخص کو خوشبو دو، تمہیں دیکھ کر کوئی شخص ناک پر کپڑا نہ رکھے (نفرت نہ کرے) بلکہ اپنی آنکھیں بچھا دے یہ تب ہوگا۔ جب تم ہر شخص کو خوشبو دو گے۔ ہر شخص سے اپنے آپ کی طرح پریم کرو گے، پھول کے لئے کوئی اپنا پرایا نہیں۔ وہ ہر شخص کو بلا امتیاز خوشبو دیتا ہے، خوشبو دینا اس کا کام ہے۔ تم بھی پھول کی طرح اپنے بیگانے کا خیال نہ رکھتے ہوئے ہر شخص کو بھلائی کی خوشبو دو پھول خود سندر ہے لیکن تمہارا دل سندر ہونا چاہیے سندر جیون کا تعلق دل کی سندرتا سے ہے، شریر کی سندرتا سے نہیں۔ جب تمہارا دل سندر ہوگا۔ تو پھر تمہیں تمام سرشٹی سندر نظر آئے گی۔ ہر واقعہ سندر معلوم ہوگا۔ ہر طرف سندرتا ہی سندرتا نظر آئے گی۔ سب کچھ سندر ہوگا۔ اور یہی سندر جیون ہے۔

فریبِ دہر

از
شری نوبت رائے جی شوخ

ہے دُنیا ہمارے خیالوں کی دُنیا
ترانوں کی نغموں کی نالوں کی دُنیا

سراسر طلسمِ غریبِ نظر ہے
فراقوں کی دُنیا وصالوں کی دُنیا

نہیں ایک حالت پہ رہتی ہمیشہ
دِنوں کی مہینوں کی سالوں کی دُنیا

مُبدّل لڑائی کے آلاتِ نَو سے
ہے تیروں کی تیغوں کی ڈھالوں کی دُنیا

تباہی کی جانب بڑھی جا رہی ہے
دغا کی فریبوں کی چالوں کی دُنیا

پریشان و مضطر نہ آسماں ہے
جفاکش حزیں تنگ حالوں کی دُنیا

نہیں دیتی بھوکے کو روٹی کا ٹکڑا
یہ مے سے چھلکتے پیالوں کی دُنیا

کبھی رُوحِ عالم تھا جانِ جہاں تھا
ہمارا وطن باکمالوں کی دُنیا

بغلگیر اب تیغِ تہذیبِ نَو سے
وہی ہند ہے اوج والوں کی دُنیا

ہے محروم رُوحانی قوت سے اپنی
لبِ سُرخ کی زرد گالوں کی دُنیا

مِلائے جو مٹی میں تہذیب اپنی
ہے وہ سرزمیں پائمالوں کی دُنیا

یہ ہندوستاں شوخ رشیوں کا خطہ
بنا ہے نرالے خیالوں کی دُنیا!

"فرض شناس لوگ"

جب اسی کے معرکہ کا خاتمہ ہو گیا۔ تب ایک دن ریاست حیدرآباد (دکن) کا وزیر اعظم ڈیوک آف ولنگٹن کے پاس آ گیا۔ اور اس نے یہ جاننا چاہا کہ اس کے آقا نظام حیدرآباد اور مرہٹہ راجاؤں کے درمیان جو عہد نامہ ہونے والا ہے اس میں نظام کو کیا ملے گا۔ عہد نامہ کی سب باتیں ولنگٹن صاحب کو معلوم تھیں، مگر وہ ابھی کسی پر ظاہر نہیں کی گئی تھیں۔ اس کے راز کو جاننے کے لئے وزیر اعظم نے ولنگٹن کو پندرہ لاکھ روپے سے بھی زیادہ دینے کا خیال ظاہر کیا۔ ولنگٹن پہلے کئی سیکنڈ تک اس وزیر کے منہ کو دیکھتے رہے اور پھر بول بولے "اچھا تو تم اس راز کو پوشیدہ رکھ سکتے ہو کبھی کسی سے کہو گے تو نہیں؟"

وزیر اعظم نے جواب دیا "میں اس راز کو بیشک چھپا سکتا ہوں"

تب ولنگٹن نے ہنس کر کہا "بس ایسا ہی مجھے جانو جس طرح تم اپنے بھید کو چھپا سکتے ہو۔ اسی طرح میں بھی چھپا سکتا ہوں"۔ اس کے ساتھ ہی وزیر صاحب کو جھک کر سلام بھی کیا۔ بیچارہ وزیر شرم کے مارے پانی پانی ہو کر وہاں سے اٹھا۔

(۲)

ایک دفعہ اٹلی کے ایک دریا میں طغیانی آئی۔ اس دریا کا سارا پل ٹوٹ کر پانی میں بہہ گیا۔ صرف بیچ کا حصہ رہ گیا۔ جس پر ایک گھر بنا ہوا تھا۔ اس گھر کے آدمی کھڑکیوں میں جھانک کر آس پاس والوں کو امداد کے لئے پکارنے لگے کیونکہ پل کا یہ حصہ جو اب تک بچا ہوا تھا۔ بہنے کو ہی تھا۔ دریا کے کنارے پر تماشائیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ اس ہجوم میں سے ایک دولتمند آدمی نے کہا۔ اگر کوئی اس کے آدمیوں کو بچا دے۔ تو میں اسے ایک ہزار اشرفی انعام دوں گا یہ سن کر ایک غریب نوجوان کسان کشتی لے کر دریا میں چلا گیا۔ اور بڑی جدوجہد اور کوشش کے بعد اس گھر کے آدمیوں کو کنارے پر لانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح جب ان لوگوں کی جانیں بچ گئیں۔ تب دولتمند نے اس نوجوان سے کہا۔ یہ لو ہزار مہریں"۔ مگر کسان نے جواب دیا انعام لے کر میں اپنی انسانیت کو نہیں بھولوں گا میں نے اپنا انسانی فرض ادا کیا ہے۔ یہ روپیہ ابھی بیچارہ ان کو دے دو جن کا گھر گھاٹ نہیں رہا اور جنہیں اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے،

(۳)

۱۹۱۶ء کی بات ہے کہ پالی ٹانز کا مکھیا واڑہ کے ایک چھوٹے سے بورڈنگ ہاؤس میں کنور جی سپرنٹنڈنٹ تھے کہ وہاں ایک دن زبردست بارش ہوئی اور ندی میں یکایک بھاری سیلاب آ گیا۔ رات کا وقت تھا اور سب لوگ نیند کی گود میں آرام کر رہے تھے کہ یکایک مکان گرنے اور آدمی بہنے لگے اس موقعہ پر لگ بھگ ایک ہزار آدمیوں اور بیشمار مویشیوں کی جان کا نقصان ہوا تھا۔ کنور جی بورڈنگ ہاؤس میں اپنے کنبے سمیت رہتے تھے اب سوال یہ تھا کہ اس نازک موقعہ پر اپنے

گھر والوں کی حفاظت کریں یا بورڈنگ ہاؤس کے ودیارتھیوں کو بچایا جائے۔ چنانچہ کنوجی نے ایک اور آدمی کی مدد سے ۱۹ ودیارتھیوں کو درخت پر چڑھا کر اُن کی جان بچائی۔ اتنے میں باقی ۱۷ ودیارتھی اور کنوجی مع اپنے کنبے کے سارے آدمیوں کے پانی میں بہہ گئے۔

(۴)

آسٹریا کے دارالسلطنت میں ایک دفعہ ہیضہ خوب زور سے پھیلا۔ انہی دنوں ایک دفعہ مرحوم شہنشاہ فرانس اپنے ایک رکن کے ساتھ ایک سڑک پر جا رہے تھے آنہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک لاش کو ایک گاڑی میں سڑک پر کھینچے لئے جا رہا ہے اس لاش کے ساتھ کوئی بھی افسوس کے آنسو بہانے والا نہیں تھا۔ اس عجیب حالت کو دیکھ کر شہنشاہ کا خیال اس طرف گیا اور انہوں نے اس لاش کے متعلق دریافت کیا۔ جواب ملا کہ یہ لاش ایک غریب آدمی کی ہے۔ جو ہیضے سے مر گیا ہے اور ہیضہ کے ڈر کے مارے اس کے کسی رشتہ دار کو یہ حوصلہ نہیں پڑا کہ اس لاش کے ساتھ قبر تک جائے۔

فرانسس نے کہا تو اچھا میں اس لاش کے ساتھ جاؤں گا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری رعیت کا کوئی بھی آدمی مرنے پر اس آخری عزت سے محروم نہ رہے یہ کہہ کر شہنشاہ اس لاش کے ساتھ قبرستان تک گئے۔ جو وہاں سے بہت دوری پر تھا وہاں پہنچ کر وہ ننگے سر کھڑے رہے اور انہوں نے مردہ کی تمام آخری رسوم اپنے سامنے کرائیں۔

۵

ممالک متحدہ امریکہ کا پریزیڈنٹ واشنگٹن

جس زمانہ میں کمانڈر انچیف تھا تو ایک پل کے قریب سے اس کا گذر ہوا۔ جہاں سات آدمی ایک شہتیر کے قریب کھڑے تھے واشنگٹن نے انہیں پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو۔ اُن میں سے ایک نے جو "ہیبٹ" تھا کہا۔ صاحب! ہم یہ شہتیر اس پل پر چڑھانا چاہتے ہیں، مگر ایک آدمی کا انتظار ہے کیونکہ سات آدمیوں کے بغیر یہ اوپر اُٹھ نہیں سکتا۔ واشنگٹن نے کہا تم سات آدمی تو موجود ہو پھر اس کو کیوں نہیں اُٹھاتے۔ "ہیبٹ" نے جواب دیا کہ صاحب میں "ہیبٹ" ہوں اور بوجھ اُٹھانا میرا کام نہیں۔ اس لئے ہم ایک مزدور کی انتظار میں ہیں۔ یہ سن کر واشنگٹن گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اس کو درخت سے باندھ کر آستین چڑھا کر شہتیر اُٹھانے کو آمادہ ہو گیا۔ اور چھ مزدوروں کی مدد سے اس نے وہ شہتیر پل پر چڑھا دیا۔ اور جاتے ہوئے گھوڑے پر چڑھ کر "ہیبٹ" سے کہہ گیا کہ آئندہ اگر تمہیں کبھی ایسے کام کے لئے کسی آدمی کی ضرورت ہو جس کا کرنا تمہاری شان سے بعید ہو تو اضلاع متحدہ امریکہ کے کمانڈر انچیف واشنگٹن کو اطلاع بھیج دینا۔ وہ حاضر ہو جائے گا۔

(۶)

انگلستان میں فرینکلن بنجمن ایک اخبار نکالا کرتا تھا غریب آدمی تھا تاہم اس کی قابلیت اور چلن کی خوبیوں کی وجہ سے بہت سے امیر اُمرا اس کے دوست تھے ایک دفعہ اخبار میں اس نے سماجک اصلاح کا ایک مضمون شائع کیا جس سے اس کے دوستوں کو بہت رنج پہنچا اور اس پر زور ڈالنے لگے کہ وہ بہت جلد اس کی تردید شائع کرے۔ فرینکلن نے کہا کہ میں اس کا جواب آئندہ ایتوار کو دوں گا۔ اس روز اس نے سب لوگوں کو اپنے ہاں دعوت دی، تمام اُمرا جو آپ کے واقف تھے اس دعوت میں شریک ہوئے فرینکلن کے غریبانہ مکان پر گئے میزوں پر ایسا معمولی کھانا چنا گیا جس کو ان مہمانوں کے کتے بھی نہ کھا سکتے تھے۔ وہ سب کے سب ہاتھ پر ہاتھ دھر کر ایک دوسرے کی طرف تکتے رہے مگر فرینکلن نے وہی خشک اور بدمزہ روٹیاں کھا کر ٹھنڈے پانی

کا گلاس پیا۔ اور پھر اٹھ کر ایک تقریر کی۔ جس میں بیان کیا۔ کہ صاحبان! جو شخص ایسی معمولی روٹی اور پانی پر گذارہ کر سکتا ہے۔ اور جس کو عالیشان محلوں میں رہنے کی پرواہ نہیں۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے خیال کی آزادی ان لوگوں کے لئے قربان کرے جو یہ دھمکی دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ سرپرستی نہ کریں گے تو فرینکلن کو لذیذ کھانے اور اچھا مکان نہیں مل سکے گا۔

(۷)

فریڈرک اعظم جرمنی کے بادشاہ کو اپنے آتم بل پر بڑا وشواش تھا۔ اور اس کی زبان سے اکثر ایسے وشواش کا اظہار ہوا کرتا تھا۔ مگر کئی لوگ بادشاہ کی ایسی باتوں کو مجذوب کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ یہی بادشاہ فرانس کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ کہ اس کی فوج ہار گئی۔ اور اس کو شکست فاش ہوئی کچھ سپاہی مارے گئے اور کچھ فرانسیسیوں کے ہاتھ آ گئے تھوڑے سے بچے کھچے

آدمیوں کو ہی ہدایت کی کہ تم میں سے دس پانچ آدمی پورب کی طرف سے۔ دس پندرہ پشچم کی طرف سے کچھ دکن کی طرف سے اور کچھ اتر کی طرف سے باجے بجاتے ہوئے دشمن کے قلعہ کی طرف کو جو ہم سے چھینا گیا ہے آئیں۔ اور وہ خود شیر مرد تن تنہا بغیر ہتھیار لئے اس قلعہ میں گھس گیا۔ اور باآواز بلند کہنے لگا۔ کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو اپنے اپنے ہتھیار پھینک دو۔ اور قلعہ چھوڑ کر بھاگ جاؤ ورنہ میری فوج جو چاروں طرف سے آ رہی ہے تم کو مار ڈالے گی باجوں کی آواز چاروں طرف سے سن کر اور اس جوانمرد کی دلیری کو دیکھ کر وہ لوگ گھبرا گئے۔ اور فوراً قلعہ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ گویا اس نوجوان نے اکیلے ہی اور بغیر ہتھیار کے اس قلعہ پر فتح پائی۔ اور دشمنوں کو شکست فاش دی۔

ختم ہوا

"خدا خدا تو کبھی رام رام ہو جائے"

از
شری سعادت علی خاں ساحل

سحر سحر ہو اِک شام شام ہو جائے
خرابِ عشق کا قصہ تمام ہو جائے
وہ بے حجاب سرِ بزم جو چلے آئیں
نثار اس پہ زمانے کی سطوتِ شاہی
غلام سرورِ دیں ہوں۔ زہے نصیب مرے
نہیں ہے خلد کی کچھ آرزو مجھے لیکن
حضور عزمِ مداوائے غم جو فرمائیں
نظامِ محفل جام و سبو پریشاں ہے
ہوں وسعتِ شوق میں جو وقت جاں بلب یارب
یہی ہے آرزو بس دل کی آخری یعنی
وہی حرم میں، وہی بتکدے میں ہے ساحل

جو مجھ پہ رحمتِ خیر الانام ہو جائے
قبولِ حسن جو نذرِ سلام ہو جائے
حواس و ہوش کا برہم نظام ہو جائے
کہ جو حضور کے در کا غلام ہو جائے
غلام سرورِ دیں میرا نام ہو جائے
یہ آرزو ہے مدینہ مقام ہو جائے
مریضِ درد کا قصہ تمام ہو جائے
نظامِ حسن، محبت بجام ہو جائے
مری حیات کا لبریز جام ہو جائے
پیام پہنچے نہ پہنچے سلام ہو جائے
خدا خدا تو کبھی رام رام ہو جائے

دیوالی

از قلم
امیر الشعرا دیوان پنڈت داس جی قمر

تیوہاروں میں تیوہار ہے ذیشان دیوالی
غمگین کے دل میں ہے نئی جان دیوالی
گھر گھر میں چراغوں نے مبارک ہے سنائی
آتی ہے خوشی دل میں جب آتی ہے دیوالی
صورت شری رگھبر کی دکھاتی ہے دیوالی
تاریک گھرانوں میں ہوا رام کا جلوہ
یہ نام شری رام کا گوہر ہے دیوالی
صد کان جواہر ہے جو جوہر ہے دیوالی
برکت شری رگھبیر کی ہے خاک قدم کی
گلشن میں ہرے رام اگر گل ہے دیوالی
جیتھان حقیقت میں جز و کل ہے دیوالی
پاپیوں کی جو لنکا تھی جلایا ہے اسی نے
اُمید کے گلزار میں شوکت ہے دیوالی
گنگا کی طرح بحر سخاوت ہے دیوالی
فانوس کی منور ہیں قسمت ہے ہماری
پیغام مسرت ہے کہ آئی ہے دیوالی
رحمت کی گھٹا ہند پہ چھائی ہے دیوالی
جاں جسم میں آئی ہے شری رام کا آنا
ہے صبح وطن سے بھی سوا شام دیوالی
بھر نور مئے رام سے ہے جام دیوالی
آباد ہوئے جاتے ہیں برباد گھرانے
جب رام نے لنکیش کی ہستی کو مٹایا
رخصت ہوئے رگھبیر تو بھر اپنا پرایا
لنکا سے روانہ ہوئے دشرتھ کے دُلارے

بھارت ہے تیرے نام پہ قربان دیوالی
خوشبوں کا تیرے دم سے ہے سامان دیوالی
لنکا سے سواری شری رگھبیر کی آئی
اور غنچۂ اُمید کھلاتی ہے دیوالی
بگڑی ہوئی تقدیر بناتی ہے دیوالی
ہے آنکھ کی پتلی میں گھنشیام کا جلوہ
بس اس لئے بہتر سے بھی بہتر ہے دیوالی
جل جائے جو پاپیوں کا وہ دفتر ہے دیوالی
ہے لاج شری رام سے ایمان دھرم کی
آواز ہرے کرشن کی بلبل ہے دیوالی
جے جے کا جو نعرہ ہے وہی غل ہے دیوالی
اور کام کے اس دن کو مٹایا ہے اسی نے
نادار کی گذران کو دولت ہے دیوالی
بھارت میں شری رام کی برکت ہے دیوالی
بگڑی ہوئی ہر بات دیوالی نے سنواری
بھارت نے بصد عیش منائی ہے دیوالی
آمد کی خبر رام کی لائی ہے دیوالی
رگھبیر کے دیدار سے بدلا ہے زمانہ
گلزار تمنا کی ہوا نام دیوالی
آسائش کونین ہے آرام دیوالی
دلشاد دیوالی نے کئے اپنے بیگانے
اور راج سنگھاسن پہ بھبھیشن کو بٹھایا
پر نام کا تحفہ ادب آداب سے لایا
آتے ہیں اجودھیا کو نظر آنکھ کے تارے

سرجو کی ہر اک موج بھی گاتی ہے ترانے
آئے شری رگھبیر جو دیدار دکھانے
صدیوں کی پرانی ہے مگر مٹ نہیں سکتی
کیا لطف برادر ہے یہ لچھمن نے بتایا
ماتاؤں نے جب دوڑ کے چھاتی سے لگایا
اس وقت کی تصویر بھی ہے جان تمنا
آنکھوں سے لگا لیتا ہوں میں خاک اجودھیا
ذروں کا ہر اک حرف ہے ایمان کا رستہ
روشن ہے اجودھیا سے غریبوں کی دیوالی
سرجو ہے وہی اور وہی دربار اجودھیا
سر چرنوں میں رکھتا ہوں کہ داتار اجودھیا
غمگین کو اے شان کرم جلد شفا دو
یہ اوم کا نمبر ہے دیوالی کے نظارے
پیارے ہو جگر جان سے اے رام پیارے

بیدار کیا بھرت کو اس شرط وفا نے
تازہ ہیں ہر اک دل میں دل افروز فسانے
دراصل دیوالی ہے شری رام کی شکتی
سیتا نے پتی برت کا نظارہ ہے دکھایا
سر اپنا شری رام نے چرنوں میں جھکایا
درشن شری رگھبر کا ہے ایمان تمنا
اور چاک جو دل کا ہے رفو ہوتا ہے واہ واہ
بھارت کے ابھی سر پہ ہے رگھبیر کا سایہ
برکت سے دیوالی کے نہیں گھر کوئی خالی
آئیں گے نظر پھر وہی سرکار اجودھیا
سر چرنوں میں رکھتا ہوں کہ داتار اجودھیا
مجھ درد کے مارے کو شری رام شفا دو
ہستی کے جو دن باقی ہیں سمرن میں گزارے
ہر وقت رہو یاد میں دشرتھ کے دلارے

روشن رہو دیوالی کی طرح "اوم" کا نمبر
چرچا ہو تمام اوم کا اس دیش میں گھر گھر!

ایک نیا سورج چمکا

از قلم
شری فتح چند نسیم

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ایک وہ زمانہ بھی تھا۔ جب بھارت ماں نے اپنے ایک ایک سپوت سے یہ کہا تھا :-

جاگ اے فخرِ وطن اے مایۂ ہندوستاں
جاگ اے امن و وقارِ حریت کے پاسباں
وقت کو تیری ضرورت ہے ذرا ہشیار ہو
کب تک آخر زیرِ بارِ دامنِ خوابِ گراں
مشعلِ کردار سے میداں میں آ مردانہ وار
تجھ کو لہرانا ہے بڑھ کے پرچمِ امن و اماں

بھگوت کرپا سے اُن سپوتوں نے جاگ کر سب سے پہلے پرنام کیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی۔

پرم پیاری ماتا! ہمارے ہردیہ میں تیری بھگتی کی لتا سدیو لہلاتی رہے۔

ہمارے نیتر تیرے ارادھیہ چرنوں پر تیرے پریم میں نتیہ اشرو مکتاوں (یعنی آنسوؤں کے موتیوں) کی مالا بھینٹ کرتے رہیں۔

پوجیہ ماں! تیرے دویہ مہا پرشوں کی برابری کون کر سکتا ہے۔

سارے سنسار میں بھلے ہی سکھ چھپایا ہوا ہے پرنتو ایک تیری ہی گود ایسی ہے جو نرجیّں ہے۔

ماتا! ہم سب مل کر تجھ سے یہی پرتگیا کرتے ہیں۔ کہ ایشور کی بھگتی کے ساتھ ساتھ سدا تیرا ہی سمرن کرتے رہیں گے اور ہر پرکار سے تیری سیوا میں کوئی کمی باقی نہیں رکھیں گے۔

ماں! تجھے ہم یہ پورن وشواش دلاتے ہیں۔ کہ تجھ پر کٹھن بھر بھی آنچ نہیں آنے دیں گے۔

اگر کسی نردئی اور پاپی نے تیری طرف انگلی اٹھائی یا میلی آنکھ سے دیکھا تو ہم اس کی انگلی اور آنکھ کا ایک دم ہی کچھ مر نکال دیں گے۔

ہے کرونا ساگر دیامئی جننی! ہم تیری آگیا کا ہمیشہ پالن کرتے رہیں گے اور تجھ سے اسباب کا یہ پرن کرتے ہیں کہ کبھی ہم کپوت، اکرتگھن، نافرمان۔ آگیا ہین، غیر سعادتمند، جاتی گھاتک، وطن فروش، غدار، نمک حرام بننے کا کلنک کبھی اپنے سر نہیں لیں گے۔

پوجنیہ ماتا! تیرے مقابلہ میں اندر کا سورگ، بھی کسی گنتی میں نہیں ہے۔

ہمیں اپنے دھرم گرنتھوں نے یہ صاف صاف بتایا ہے،

جننی جنم بھومشچ سورگ، دیپ گریشی بھومی سورگ دھام سے بھی اونچی ہے،

تبھی تو شری رام نے یہ کہا تھا :-

جدپی سب بیکنٹھ بکھانا
بید پوران بدت جگ جانا
اودھ سرس پریہ موہے نہ سوؤ
یہ پرسنگ جانہہ کوؤ کوؤ
اتی پریہ موہے اہاں کے باسی
اودھ پوری سکھ راسی

دوارکا دھیش شری کرشن جی نے بھی، تو یہی کچھ کہا تھا۔

اودھو! موہے برج بسرت ناہیں
ہنس ستا کی، سندری گگری، ارو کنجن کی چھاہیں
وے سُرَبھی، وے بچھڑو، وہی [illegible] جاہیں
گوال بال سب کرت کولاہل ناچت گاہیں گہ مہ باہیں
ان کُن بھانتی کری بھولیلا تجبو آنند بہاہیں

اودھو! مجھے برج کبھی بھول نہیں سکتا جس کی مٹی میں لوٹ پوٹ ہو ہو کر کھیلے ہیں۔ جسے ہم نے پریم سے اپنے سریر اور مستک پر لگایا ہے۔ جس کی گئوؤں کا میٹھا میٹھا دودھ پیا ہے جس کے ہرے بھرے کھیتوں کے کنتجے ہی ان کھاتے ہیں۔ جہاں کی چنچل ندیوں میں کود کود کر ہم نے کلول کیا ہے۔ جس کی وائیو نے ہمارے مدھر تم جیون کو پران دے رکھے ہیں۔ جہاں سنہری سپنوں نے ہمیں آکاش تک اڑائے رکھا ہے۔

اودھو! اسے دیکھ کر ہم کیوں نہ آنند ساگر میں ڈبکیاں لیں۔ جب کہ اس کی رج میں کھیل کود کر بڑے ہوئے ہیں۔ گھٹنوں کے بل سرک سرک کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت پائی ہے اس لئے سے

گرد و غبار یاں کا۔ خلعت ہے اپنے تن کو
مر کر بھی چاہتے ہیں خاکِ وطن کفن کو

دُنیا بھر سے پیاری ماں! جس پرانی کو اپنے جنم دینے والی ماتا، پوتر ماترِ بھومی اپنے پروہت، گورو اور آچاریہ کا مان و ابھیمان نہیں۔ وہ پرانی سچ مچ نرا پشو اور مرگھٹ سمان چلتی پھرتی لاش ہے۔

یہ بات کون نہیں جانتا کہ بھارت دیش کے ان رشیوں منیوں نے رام اور کرشن نے اپنی جنم بھومی کی شان اور عظمت کو کہاں سے کہاں تک بڑھایا و چمکایا تھا۔ ان کا یگ بیت جانے پر ایک زمانہ ایسا آیا۔ کہ پھر بھارت باسی میٹھی نیند سو گئے۔ لگاتار پانچ ہزار برس تک غفلت کی چادر تانے سوتے رہے تھے کہ ہندو سمراٹوں کا تمام راج چھین بھن ہو گیا۔ مسلمانوں نے باہر سے آ کر یہاں اپنے پاؤں جمائے پھر بھی بھارتیہ غنتا خراٹے لیتی رہی۔ سات سمندر پار کر کے یہاں بنج بیوپار کرنے فرنگی آئے وہ دھیرے دھیرے سارے دیش کے مالک بن بیٹھے۔

یہ دیکھ کر بھارت ماں نے اپنے ویر سپوتوں کے شانوں کو پھر سے جھنجھوڑنا شروع کیا انہیں ہر پہلو سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔

کھول آنکھیں دیکھ کیا وقت ہے؟ سہ
مُلک ہے تشویش کے کس جال میں
دیکھ تیری قوم ہے کس حال میں
زندگانی باعثِ آزار ہے
سانس ایک چلتی ہوئی تلوار ہے
خون کے دریا رواں ہیں ہر طرف
حشر کے ساماں عیاں ہیں ہر طرف
ہو چکا ہے امن رخصت دہر سے
دل ہیں لرزاں ظالموں کے قہر سے
جو نکہ اب موقع یہ سونے کا نہیں
وقت یہ بیکار کھونے کا نہیں

بھارتیہ جنتا کی اب پھر ایک بار آنکھ کھلی۔ اسی طرح جننی کو پرنام کرتے ہوئے یہ عہد کیا ہے

تلوار سے خنجر سے شمشیر سے ناوک سے
جو سرکش و خودسر ہیں سر انکا جھکا دینگے

زمانہ گواہ ہے۔ زمین و آسمان کہہ رہے ہیں۔ تاریخ کا ایک ایک ورق پکار رہا ہے کہ نانا نہیت، بادشاہ ظفر بیگم حضرت محل، مہارانی جھانسی، تانتیا ٹوپے وغیرہ کی کمانڈ میں شمعِ وطن کے پروانوں اور آزادی کے متوالوں نے وہ لاثانی جرات اور بے مثال بہادری دکھائی کہ دنیا بھر کے اتہاس اس کا جواب نہیں رکھتے۔ مگر بدقسمتی سے بھارت ماں کے پاؤں کی آہنی کڑیاں ٹوٹ نہ سکیں۔ ملکہ وکٹوریہ کے نئے راج نے کس ڈھنگ سے ہندوستانیوں کو افیون گھول کر پلائی تھی کہ وہ پھر نشہ میں چور ہو کر اور اپنے کھو بیٹھے

ہنچ کر سو گئے۔

سوامی دیانند نے وید امرت کے چھینٹے دیکر
پاؤں لمبے لمبا کر سونے والوں کو جگا یا ؎
دوسروں کے بہتر راجیہ سے اپنا بدتر راجیہ بھی ہزار درجہ

اچھا ہے۔"

"سوامی ووِیکا نند نے بھی دیش بھگتی کی مہما کا ورنن خوب دل کھول کر گیا کیا۔ یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ اس سے پربھا ونت ہو کر، جگا نیوں نے دیش بھگتی کا ثبوت جس شان سے دیا تھا۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی بھی ملک پیش نہیں کر سکتا۔

سر سریندر ناتھ بنرجی۔ اروند گھوش، رابندر ناتھ ٹیگور، سی آر داس، نیتا جی سبھاش چندر کے چمکتے کارناموں پر سنسار بھر کی شکتی کالے پردے نہیں ڈال سکتی۔

لال، بال، پال (لالہ لاجپت رائے، بال گنگا دھر تلک، بپن چندر پال) کا یگ بھلا کون بھلا سکتا ہے؟"

یہی وہ یگ تھا۔ جب

(۱) سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے

کے نعرے نے آسمان تک کا جگر ہلا دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ نرم دل والوں کی دال خوب گل رہی تھی اس لیے انگریزی راجیہ کے زیر سایہ حکمرانی قبول کی تھی۔ چنانچہ چکبست نے کہا تھا۔

برطانیہ کا سایہ سر پر قبول ہوگا
ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا

اس ہوم رول کا سر نقش منزانی خوب جوش و خروش سے کیا تھا۔ اس پر پھر چکبست نے کہا:-

؎ طلب فضول ہے کانٹوں کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

وقت کی تیز رفتار نے اس یگ کو بھی پیچھے دھکیل دیا۔ اب گرم دل والوں کی پتنگ بہت اونچی اڑتی نظر آئی اور پورن سوراجیہ یعنی کامل آزادی کی گونج کانوں کو سنائی دی

شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی نے خدا سے دست بستہ التجا کی۔ ؎

اے خدا ہندوستان میں یہ نحوست تا کجا
آخر اس جنت پہ دوزخ کی حکومت تا کجا

یہی وہ قابل یادگار زمانہ ہے۔ جب ڈیڑھ پسلی کے گاندھی نے سنسار بھر کی بڑی طاقت سے ٹکر لے کر اس کا تمام ڈھانچہ چور چور کر ڈالا تھا کہ وہ اپنی جان کی خیر منانی ہوئی اپنے گھر (انگلستان) نو دو گیارہ ہو گئی۔

جناب ادیب سہارنپوری نے نہایت خوش ہو کر یہ کہا:- ؎

قبائے ظلمت صد سالہ چاک ہوئی
مرے وطن کی زمیں دشمنوں سے پاک ہوئی

"خس کم جہاں پاک" کے مصداق جو جنتیہ بھارت ماتا کے پاؤں کی آہنی بیڑیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔

ایک لمبے زمانہ کے بعد اس نے پوری شانتی کے ساتھ خوشیوں کا سانس لیا اس لئے کہ اپنے سر پر کی نیلی چھت پر ایک نیا سورج چمکتا دکھائی دیا۔ اس کی کرنوں نے ناچ ناچ کر یار سبار یہی سندیش دیا۔ ؎

وطن والو مبارک ہو کہ آزادی کا دن

پریمیوں کی چھٹیاں

ڈیئر صاحب رسالہ ادوم۔ جے سچدانند

گذارش ہے کہ پروفیسر شری نرل چند جی ہمارے پاس تقریباً ۲۱ دن رہ کر ہوشیار چلے گئے یعنی ۱۰/۷/۵۸ سے ۱۰/۲۸/۵۸ تک رہے اس دوران میں خوب ست سنگ رہا۔ اور جنتا پر کافی پربھاو پڑا۔ اور لوگ ان کے خیال جو نئی روشنی کے دینے والے سنکر بہت پرسن ہوئے۔

سنت فقیر سنگھ
پریم نگر کیمپ ضلع ڈیرہ دون

اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گذر گئیں

از قلم ڈاکٹر راج بہادر ورما راز

عزت گئی، حرمت گئی۔ دولت گئی تمام — صنعت گئی، حرفت گئی اور حشمت دوام
نہ ہے سکوں دماغ کو نہ دل سے شاد کام — یہ دورِ نو ہے اور یہ پامال سا نظام
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

دن رات جان لیوا ہے ادبارِ مفلسی — بے چین کر رہا ہے بہت دورِ بیکسی
کس کی کریں عبادتیں اور کس کی بندگی — بیزارِ زندگی سے ہیں مایوس زندگی
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

انسانیت رہی نہ رہا اپنا تمدن !! — باقی نہ قومیت ہے نہ یگانت کی دُھن
ناپید ہو چکے ہیں وہ انبارِ سیم و ہن — کب تک رہیگی دلمیں پرانی ادھیڑ بن
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

رنج و غم و ہراس مقدر کے ساتھ ہیں — ظلمت کے داغ جلوۂ اختر کے ساتھ ہیں
طوفان ہولناک سمندر کے ساتھ ہیں — فتنے ہر ایک گام پہ رہبر کے ساتھ ہیں
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

کب تک رہو گے یوں ہی تماشہ بنے ہوئے — ناکامیٔ دوام کا شکوہ بنے ہوئے
ظلم و ستم کا ایک فسانہ بنے ہوئے — محرومیٔ نشاط کا چرچا بنے ہوئے
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

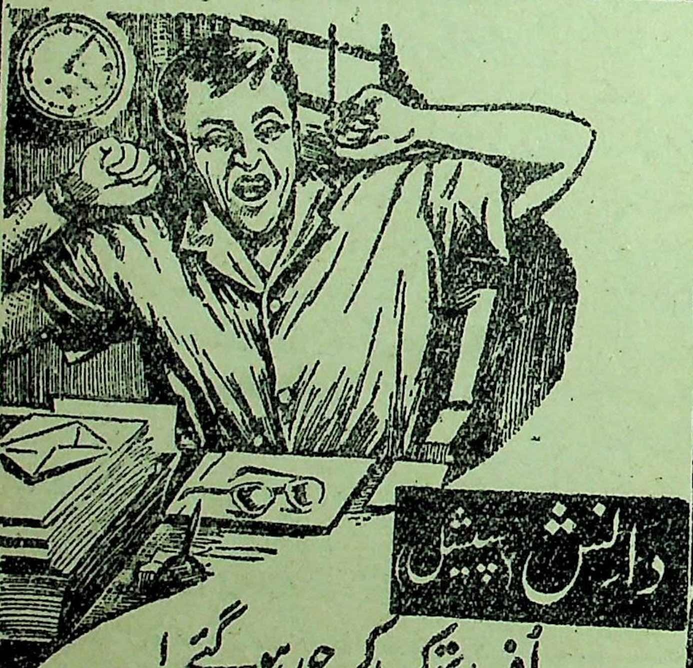
پیدا ہو حوصلوں میں وہ شانِ کمالِ قوم — بالا ہو اوجِ عرش سے ماہِ جمالِ قوم
مخصوص اپنا فرض کرے ہر نہالِ قوم — تبدیل ہو کمال میں رازِ زوالِ قوم
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

معبودِ دو جہاں کی بہ دل بندگی کرو — قربانِ دردِ قوم پہ اپنی خوشی کرو
سینہ فگار ہو چکا بخیہ گری کرو — اے راز چارہ گر ہو تو چارہ گری کرو
اٹھو اُٹھو کہ نیند میں صدیاں گزر گئیں

آواگون

از قلم لالہ ہنسراج بھروال

ایک ساہوکار کی دو بیٹیاں تھیں چھوٹی لڑکی (رام پیاری) کو اپنے پچھلے جنم کا گیان تھا اور دونوں بہنوں نے والدین کے زیر سایہ تعلیم اور گیان بھی اچھا حاصل کیا تھا اور رام پیاری کو ایشور بھگتی میں زیادہ من کا لگاؤ تھا وہ اکثر والدین کے ساتھ وہ ایسی ایشور کی لیلا کے بارہ میں بات چیت شروع کر دیتی تھی جس سے کہ اس کے والدین حیران ہوتے تھے رام پیاری کی بڑی بہن جس کا نام کوشلیا تھا وہ بھی گھر کے کاروبار میں سیانی تھی اور نیتی سلیوا کو اتم جانتی تھی۔ دونوں بہنوں میں بہت الفت تھی۔ گھر کیا تھا ایک سورگ تھا مگر افسوس کہ اُن کا بھائی کوئی نہ تھا۔ والدین نے دونوں کی شادیاں دھوم دھام سے اچھے خیالات کے گھرانوں میں کر دیں۔ اور دونوں نے گرہست دھرم کو اپنے اپنے گھروں میں نبھانا شروع کیا۔ بد قسمتی سے کوشلیا کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور رام پیاری کے گربھ رہا اور ہمیشہ ست سنگ و سوچ میں رہا کرتی تھی۔ ایک دن جب کہ وہ اپنے پتی کے کپڑے غسلخانہ میں دھو رہی تھی یکایک اس کا دھیان پربھو کی طرف لگا اور کبھی ہنسنے لگتی اور کبھی رونے لگتی۔ یکایک اس کا پتی گھر پر آگیا۔ اور اس نے اپنی پتنی کو ہنستے اور روتے ہوئے دیکھ کر بڑی منت سے ماجرہ دریافت کیا اول تو وہ خاموش رہی مگر پتی کے مجبور کرنے پر اپنے کام سے فارغ ہو کر اور پتی کے ارمان کو دیکھتے ہوئے بیان کرنا چاہیے کہ وہ اکثر اپنے والدین کے گھر میں کیا کرتی تھی یوں پتی دیو (پتی دیو) کو بیان کرنا شروع کر دیا کہ اے پتی دیو میں ہنسی اس لئے تھی کہ پربھو کی کیسی رچنا ہے جو کہ سمجھ سے باہر ہے۔ میں پربھو کی لیلا ایسی دیکھ رہی تھی کہ پچھلے جنم میں جنہوں نے آپ کے کپڑے بیٹے روپ میں دھوئے اور اب پتنی روپ میں دھو رہی ہوں جس کو سنکر اس کا پتی



بہت مسکرایا۔ مگر اُس کی پتنی نے اپنے پتی کو ہنستے دیکھ کر
اپنے اگلے جنم کا حال بھی کہنا شروع کر دیا کہ اے پتی دیو سنیئے
کہ میں روئی اس لئے کہ اپنے اگلے دو جنم کا نقشہ دیکھ رہی ہوں۔
جس کو کہ میں آپ کی سیوا میں ارپن کرتی ہوں نہ جانے یہ کہاں
تک سچ ہو سو سنیئے چند یوم تک جو آپ کا فرزند پیدا ہونے والا
ہے وہ میرا ایک جنم کے بعد پتی ہوگا۔ لڑکے کے تولد ہونے
کے چند گھنٹے بعد میری وفات ہو جاوے گی اور میرا جنم ایک
ہرنی کے ہوگا اور میں ایک سال بعد فلاں جنگل میں ہوں گی۔
اور ایک شکاری سے میری موت واقع ہوگی اور اس کے بعد
میرا جنم رام لال ساہوکار جو کہ ہمارا پڑوسی ہے اُس کے ہاں ہوگا
اور آپکا فرزند میری بہن کے پاس پرورش و تعلیم پاوے گا۔
اور وہی اُس کا بیاہ وغیرہ رچائیں گے اور آپ کی مرتیو میری
شادی کے بعد یہ تمام ماجرہ دیکھ کر ہو جاوے گی۔ اُس کے
پتی نے جب یہ ماجرا سُنا تو حیران ہو گیا اور سچ نہ مانا البتہ دل پر
خیالات ضرور اثر کر گئے۔ وقت گزرتا رہا اور وہ دن آ گیا جب
کہ فرزند نے تولد ہونا تھا تو فوراً اس کو اپنی پیاری پتنی کا خیال
آ گیا مگر ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے فرزند کا تولد ہونا
تھا کہ پیاری پتنی سنسار سے چل بسی جس کا کہ اس کو از حد رنج ہوا
اور اس کی کہانی کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ اب اس کو تمام ماجرا دیکھنے
کا از حد شوق پیدا ہو گیا اور کاروبار کو بند کر کے ایشور بھگتی میں مگن
رہنے لگا۔ فرزند کی پرورش کیلئے کوشلیا کا کہنا ماننا ہی پڑا کیونکہ
اب اس کا دل گرہست میں نہیں لگتا تھا اور نہ ہی وہ دیکھ
بھال کر سکتا تھا۔ مجبوری اُس کو لڑکا سپرد کرنا پڑا اور وہ ایک
سال کی انتظار میں تھا کہ وہ دن کب آوے گا جب کہ وہ اپنی پیاری
کو جنگل میں ہرنی کے روپ میں دیکھے جیسا کہ اُس نے بیان کیا
تھا۔ گھڑیوں کا انتظار کر کے وہ وقت پر صبح ہی گھوڑے پر
سوار ہو کر جنگل کو چل دیا جب کہ وہ بھوک سے ویاکل تھا اُس
نے ہرنی کو دیکھا اور شکاری کو بھی، شکاری کو دیکھ کر اس
نے بہت کچھ کہا اور لالچ بھی دیا مگر بحکم خدا شکاری نے کچھ
نہ سنا اور گولی کا نشانہ بنا کر اٹھا کر لے گیا اب اس کے
دل پر بہت اثر پیدا ہوا اور گھر کا راستہ نہایت دلگیری
سے اُس نے کاٹا۔ اور جب وہ گھر پر پہنچا تو محلہ والوں نے خبر
دی کہ رام لال کے گھر مدت کے بعد لڑکی ہوئی ہے ایشور عمر دراز
کرے۔ جب اُس نے یہ سُنا تو مبارک باد کے لئے رام لال
کے گھر پہنچا اور لڑکی کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور خواہش
ظاہر کی کہ کیا میں دیکھ سکتا ہوں مگر چونکہ مدت کے بعد یہ لڑکی
ان کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا گیا
کہ ہم لوگ لڑکی کو کسی دوسرے کے ہاتھ دینا پسند نہیں کرتے
زمانہ خراب ہے۔ معافی چاہتے ہیں برا نہ ماننا۔ جس کو سنکر
اُس کو ایسا رنج ہوا کہ وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا اور سنیاسی ہو گیا
۱۸ برس سنیاس اچھی طرح دھارن کیا مگر دل پر خیال ضرور رہا
کہ آخر شادی پر ضرور جاؤں گا۔ اور دیکھ سکوں گا۔ اب انتظار
کے بعد وہ گھڑی آ گئی جب کہ اُس کی شادی جیسا کہ اُس نے
کہا تھا جو کہ قرار پا چکی تھی اور ایشور بھگتی میں چمتکار دیکھنے لگا
کہ کیا یہ سچ ہو سکتا ہے جب کہ سمادھی میں اُس نے سب کچھ
دیکھ لیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ یہ سب پچھلے کرموں کا پھل و
لین دین کا ایک دوسرے سے واسطہ ہے اور آواگون
کا مسئلہ ہندو دھرم جس کو مانتا ہے درست ہے اُس نے شہر کا راستہ
پکڑا اور موقعہ پر جب کہ ڈولی اُٹھنے والی تھی پہنچ گیا اور وہ
انگوٹھی جس کو کہ اس کی پتنی صبح اُٹھ کر درشن کیا کرتی تھی لڑکی
کو پہنا اور دونوں کو آسیس دیکر واپس کٹیا کا شانتی کے ساتھ راستہ لیا
راستہ میں ایک تیرتھ استھان پر تالاب کے کنارے ایشور کا بھجن کرتے
ہوئے اپنے شریر کو تیاگ دیا۔ (اوم شم)

سادھو انک جنوری ۱۹۵۹ء

میں

یوگ سوتر کا مکمل ترجمہ ہوگا اس سے محروم رہنا
غلطی ہوگی اس میں مہا پُرشوں کی جیونیوں کے علاوہ من
پر اثر کرنے والی غزلیں ہوں گی۔ (مینیجر)

بھگوان کرشن

از

لالہ ہنسراج سبھروال

(۱)

پار برہم نرگن کرتار ۔ آدھ پورکھ پورن بھنڈار
پتت پاون ہے نام تمہارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
میری پت رکھو بنسی والا
میں ہوں عاجز دین تمہارا

(۲)

نرگن سرگن روپ تمہارے ۔ روپ انوپ تمہیں نے دھارے
تم سب جگ کے سرجنہارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۳)

تمکو کہتے ہیں دکھ بھنجن ۔ تم ہو الکھ پرکھ نرنجن
تمرا روپ انوپ نیارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۴)

کرونا کر اور کرپا سندھ ۔ تم کو بولیں سری گوبند
تمرا انت نہ پارا وارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۵)

تم ہو ہر گھٹ گھٹ کے باسی ۔ تم کو کہتے ہیں ابناشی
کرپا درشٹ کرو اک بارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۶)

نرتارن ہو دکھ نوارن ۔ پرم ایشور ہو سری نارائن
سنکٹ کشٹ ہو سب کا سارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۷)

رکھی کیش ہو اور مراری ۔ سری کرشن ہو اور بہاری
پورن برہم بھگونت اوتارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۸)

نکٹ بسے اور نظر نہ آوے ۔ تمہری مہما کہی نہ جاوے
کرپا کرکے میرا کرو نستارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

(۹)

سنت کمار تمہیں ہی دھیاویں ۔ نارد بھی تمرے گن گاویں
ہنس روپ بھی تم نے دھارا ۔ میں ہوں عاجز دین تمہارا
تمرے بن نہیں کوئی ٹھور
میرا من ہے بہت کٹھور

گذشتہ سے پیوستہ

بندہ بہادر کا فوجی انتظام

از
شری رلیا رام شاہ

بندہ بہادر نے اپنی روحانی قوتوں کی وساطت سے محسوس کر لیا کہ اُس کے پیروکار اُسے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ وشنو دیوی کی گپھا سے آرتی کو ادھوری چھوڑ کر ہی اپنے سکھوں کے پاس آ پہنچے۔ اُنہیں اُن کی کمزوریوں اور خامیوں سے آگاہ کیا۔ فہم و فراست اور رعب و اقتدار قائم رکھنے کی تلقین کی۔ اور بہت جلد ہاتھ سے نکلا ہوا علاقہ از سرِ نو قبضہ میں آ گیا۔ مسلمان حکمرانوں پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی۔ کہ بندہ بہادر عظیم الشان روحانی طاقتوں کا مالک ہے

اور اُس سے ٹکر لینا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔ اگر وہ مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ تو صرف چالاکی اور دھوکے ہی سے اس ناپاک ارادہ کی تکمیل کے لئے چند ایک عیاش نوابوں نے کٹھو کے راجہ کو آلہ کار بنایا یعنی اُس کی خدمت میں بیش قیمت تحفے روانہ کئے۔ اُس کی خاندانی برتری اور شجاعت کے حوالے دیئے یہاں تک کہ اس کے آباد اجداد کا سلسلہ شری رام چندر جی کے خاندان سے ملایا اور آخیر میں گزارش کی کہ آپ بندہ بہادر کی گرفتاری میں ہماری معاونت فرماویں۔ یہ کام سوائے

آپ کی ذات گرامی کے کوئی دوسرا سرانجام دے ہی نہیں سکتا"
ریاست کلو کا راجہ اپنی تعریف سُن کر بے حد مسرور ہوا اور معاونت کا وعدہ کر بیٹھا۔ اسی اثنا میں بندہ بہادر نے ایک خط پہاڑی راجوں کو لکھا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے اخلاق کو بلند کریں عیش و عشرت سے باز آئیں اور ہندو راج قائم کر کے ہندوستان، ہندو مذہب اور ہندی زبان کے محافظ بنیں۔ اس پر ریاست ناہن اور ریاست نالاگڑھ کے راجپوت حکمران بندہ بہادر کی تجویز سے متفق ہو گئے۔ اُن کو اپنا گرو تسلیم کر لیا۔ اور نذرانے پیش کرنے لگے لیکن ریاست کیلور کے راجہ اجمیر چند نے جواب دیا کہ آپ بیراگی سادھو ہو کر دنیا والوں میں گھسے آرہے ہو۔ شرم نہیں آتی" اس پر بیراگی نے کیلور پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ اجمیر چند کی مدد کرنے کے لئے اور بھی بہت سے راجپوت راجے اور سردار میدان جنگ میں زور آزمائی کرنے کے لئے جمع ہو گئے، دونو طرف کے بہت سے جوان مارے گئے۔ بیراگی بیر کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن اچانک قلعہ کی دیوار میں شگاف ہو جانے کے باعث فتح بیراگی بیر نے پائی۔ اس شاندار فتح سے راجپوت سردار بھی بندہ بہادر کی عظمت و شجاعت کے قائل ہو گئے اور انہیں اپنا روحانی پیشوا ماننے لگے۔ اور عام لوگ اُن کے پاس آ آ کر اُن کے سکھ بننے لگے۔ پھر سمت ۱۷۶۷ بکرمی کو ریاست منڈی کا راجہ سدھ سین آیا اور بیراگی بیر کا دوست بن گیا۔ انہیں گرو مان کر پاؤں پوجنے لگا۔ اور بھی دوسرے راجپوت سردار بندہ بہادر کے چیلے بن گئے۔ بندہ بہادر کا اثر و رسوخ مہ نو کی طرح دن بدن بڑھنے لگا۔ اب وہ بھی ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے لگا۔ سر پر کلغی سجائی۔ راجاؤں کی طرح دربار لگانا شروع کر دیا۔ ایک سندر راجپوت استری سے شادی بھی کر لی۔ اور اُن کی روزمرہ زندگی کا کچھ حصہ نمود و نمائش پر بھی صرف ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر ریاست کلو کے راجہ نے اُن کو جشن دیوالی کے موقعہ پر دیپ مالا اور شغل آتشبازی دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ لیکن دھوکے سے گرفتار کر لیا لوہے کے ایک مضبوط پنجرے میں قید کر دیا۔ نیز دلّی کے بادشاہ کو اطلاع بھجوا دی کہ وہ بندہ بہادر کو آ کر لے جاویں ہم نے پنجرے میں بند کر دیا ہے"۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ شاہی فوجیں ریاست کلو میں جا پہنچیں اور اُس باغ کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں بندہ بہادر پنجرے میں قید تھے، لیکن یکایک وہ پنجرہ آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بندہ بہادر بمعہ پنجرے کے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ شاہی فوجیں اپنا سا منہ لے کر واپس پلٹیں اب دلی کا بادشاہ بھی یہ سوچنے لگا۔ کہ بندہ بہادر نے بھوت پال رکھے ہیں۔ کوئی نہ کوئی غیبی طاقت ضرور اُس کی مدد کرتی ہے چنانچہ لشکر اسلام کے حوصلے خود بخود پست ہو گئے۔ سکھوں کو دوبارہ جوش آگیا۔ اور وہ بہت جلد ایک وسیع علاقے

پر قابض ہو گئے۔ اور راج کرنے لگے۔ بندہ بہادر نے انہیں متقی اور پرہیزگار رہنے کی آشیرباد دی اور خود مع اہل و عیال کے نیپال و تبّت کی یاترا کرنے کے لئے چلے گئے۔

فاتحوں نے بھولے بھالوں کو یہ کہہ کر بھڑکایا کہ مشہور و معروف جادوگر اب نیپال چلا گیا ہے۔ اُس کی عدم موجودگی میں سکھوں سے دو دو ہاتھ کئے جائیں۔ اس پر دلّی کے بادشاہ نے بڑی بڑی فوجیں اپنے مشہور اور سر برآوردہ فوجدار حاجی اسمٰعیل خاں اور عنایت اللہ خان کو دیکر کرنال کی طرف روانہ کیا۔ اس کثیر التعداد فوج کی آمد سے گھبرا کر بندہ بہادر کا مقرر کردہ حاکم بابا بنود سنگھ کرنال کو چھوڑ کر سرہند جا پہنچا، شاہی فوج نے تعاقب کیا۔ امین آباد کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ سکھ شکست کھا کر بھاگ نکلے زخمی اور قریب المرگ سکھوں کو کیسوں سے پکڑ درختوں کے ساتھ پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس طرح لاہور کا صوبیدار اسلم خاں سکھ سرداروں کو جابجا تباہ کرتا ہوا فیروزپور کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک دفعہ پھر پہلے جیسا ظلم جاگ اُٹھا۔ جنتا رو رو کر بندہ بہادر کو یاد کرنے لگی۔ یہ حالت دیکھ کر بندہ بہادر واہگورو کا نام لے کر پھر میدانِ عمل میں اُتر آئے۔ خدا جانے کیا جادو تھا اُن کے پاس کہ سارا علاقہ خود بخود سر ہو گیا۔ مسلمانوں کے لئے قیامت آگئی۔ بندہ بہادر نے حسبِ سابق تمام علاقہ مختلف سرداروں کو بخش دیا، مثلاً رام سنگھ کو انہوں نے لدھیانہ کا حاکم مقرر کیا۔ ماچھے کا علاقہ رُور چند کے سپرد کیا۔ سرہند کے علاقے میں بابا بنود سنگھ کو صوبیدار مقرر کیا۔ لوح گڑھ کے قلعہ میں سکھ فوج کا صدر مقام بنایا گیا کہ دھرم کا راج قائم کر دیا۔ پھر بیلو کھیڑی جا کر گنگا رام برہمن کو مع کنبہ کے پکڑ لیا اس برہمن نے شبہہ صاحبزادوں کے بارے میں مخبری کی تھی لہٰذا اسے قتل کر دیا گیا۔ اُس کا ایک حمایتی تھانیدار بھی زندہ جلا دیا گیا۔ گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کے معصوم بچوں کا بدلہ لینے کے لئے۔ بندہ بہادر نے سہارنپور کا رُخ کیا۔

وہاں کے حاکم کا نام علی محمد تھا۔ اُس نے بیراگی بیر کی آمد کی خبر سن کر دینی لڑائی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ فوج کے علاوہ بہت سے عام مسلمان بھی جھنڈی لگا کر عیدگاہ کے نزدیک جمع ہو گئے۔ لیکن بندہ بہادر کی شکل دیکھتے ہی علی محمد نے راہِ فرار اختیار کی۔ لیکن اُس کا سپہ سالار غالب خان نہایت دانشمندی اور شجاعت سے لڑا، مگر شکست کھائی اور اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ فوج کے باقی ماندہ سپاہی اپنی اپنی جان لے کر بھاگ نکلے۔ شہر سہارنپور کو لوٹا گیا اور قتلِ عام کا حکم دیا گیا۔ چاروں طرف دہشت چھا گیا پھر بندہ بہادر نے نجیب آباد اور جلال آباد کے پٹھان سرداروں کو لکھا کہ "میں تم سب کو سیدھا کرنے کے لئے تشریف لا رہا ہوں۔ دل میں کوئی ارمان رہ گیا ہو تو میرے آنے پر اُسے بھی پورا کر لو" نجیب آباد کا حاکم شاہ نواز سامنے آیا۔ لڑا اور مر گیا۔ جلال آباد کا حاکم خبر سنتے ہی اپنا مقام چھوڑ کر بھاگ گیا۔

اب تو مسلم عوام اور مسلم نواب اس بات کو پتھر کی لکیر سمجھنے لگے کہ بندہ بہادر تیر و تفنگ غیبی طاقتوں کا مالک ہے جب تلوار اُٹھاتا ہے کشتوں کے پشتے لگا دیتا ہے، چلتے دریا اُسے راستہ دے دیتے ہیں۔ طوفان اُس کے سامنے تھم جاتے ہیں۔ وہ پہاڑوں سے ٹکرا جانے کی طاقت رکھتا ہے اُس کی چالوں سے دشمنوں کے سینے دہل جاتے ہیں۔ برگزیدہ اور چیدہ مسلمانوں کا گروہ دلّی کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلم فوج کی بزدلی اور مسلم حکمرانوں کی شکستِ مسلسل کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ کو یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ بندہ بہادر نے بجرنگ بلی ہنومان اور ماتا چنڈی سے غیبی طاقت حاصل کی ہے۔ اسی واسطے وہ ہر میدان میں فتح پاتا ہے۔ آپ بھی کسی مسلمان ولی اللہ سے تعویذ حاصل کریں اور روحانی طاقت کا مقابلہ روحانی طاقت سے کریں۔

یہ سنکر بادشاہ اجمیر شریف کی درگاہ پر گیا

تم آ تو دیکھو ایکبار

از قلم
کوی
شری لوک ناتھ دِل

تم آ تو دیکھو ایکبار یُگ یُگ سے کی میں نے پُکار

تم آؤ تو یہ اشرو رتن اور آہیں گیت بن جائیں گی
تم آؤ تو دُکھ درد میں ڈُوبی سسکیاں ہرشائیں گی
اور رُوم رُوم میں جاگ اُٹھے گا جنم جنم کا سویا پیار
تم آ تو دیکھو ایکبار یُگ یُگ سے کی میں نے پکار

تم آؤ تو پھر شونیہ ہردیہ کو مدھر دھونی مِل جائے گی
تم آؤ تو پھر آشاؤں کی پھلواری کھِل جائے گی
تم آؤ تو پھر پریم آنند کی برسے گی شیتل پھوہار
تم آ تو دیکھو ایکبار یُگ یُگ سے کی میں نے پکار

تم آؤ تو میں نینوں کی پتلیوں میں تمہیں بٹھاؤں گا
تم آؤ تو اپنے دِل کی دھڑکن پر تمہیں جھلاؤں گا
تم [illegible] تن من دھن سب کچھ دُوں گا جیون بھی وار
تم آ تو دیکھو ایکبار یُگ یُگ سے کی میں نے پکار

گزشتہ سے پیوستہ

جیوتش دوارا ادھیاتم ودیا کا انوبھو

از شری ڈی این ولی

نوٹیفکیشن: - گذشتہ سال رسالہ ادم کے پریمیوں کے لئے کثیر التعداد برکھ پھل بنا کر مفت روانہ کئے جا چکے ہیں عموماً ۷۵ فیصدی اطلاعات میں جنم کے سمے کے مبہم ہونے کے کارن مزید در مزید خط و کتابت سے اُن کی تشفی تو ہوئی مگر سنئے برکھ پھل بنانے کے وقت کا ملنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے اب اس سال کا چندہ روانہ کرنے پر رسالہ "ادم" کے پریمی اگر چاہیں تو اپنے ٹیوے کی نقل مع سپشٹ ستاروں اور لگن کے انش، کلا، روانہ کر کے اپنے کوئی دس سوالوں کا جواب مفت بلا کسی ادائیگی فیس کے دریافت کر سکتے ہیں۔ جواب کے لئے چار آنے کی ڈاک ٹکٹ بھیجئے اور چندہ روانہ کرنے کی منی آرڈر رسید کا نمبر و تاریخ لکھنا ضروری ہے اگر کسی پریمی کے پاس اُن کے ٹیوے پر گرہ سپشٹ ستاروں اور لگن کے درجے وغیرہ) موجود نہ ہوں۔ تو وہ مزید ایک روپیہ کی ڈاک ٹکٹ یا پوسٹل آرڈر بھیج کر اپنے جنم سمے کا ٹھیک وقت تاریخ وار اور مقام پیدائش بھیج کر اپنی خواہش کو پورا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے سپشٹ کا گنت کر کے بھیجا جائے گا۔ میری اس تجھ کی سیوا کا مقصد پیشہ یا تجارت کا بڑھانا نہ سمجھیں۔ کیونکہ یہ میرا پیشہ نہیں ہے صرف اگر ادم کے قدر دان بھی میری اس سیوا کو محسوس کریں۔ تو اپنی سنجید کا خطوں سے یاد کر کے مجھے شانتی دلا سکتے ہیں۔ ڈی۔ این۔ ولی معرفت رسالہ ادم اجمیری گیٹ دہلی

اسی پرکار سے آج کل کے عامل اور ابھیاس آدمیوں کے جنم چکروں میں بھی کسی نہ کسی خاص یوگ کو پایا گیا ہے جو اُن کے ابھیاس عمل اور سدھی کا ضامن ہوتا ہے ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ستاروں کی MOVEMENT سے ایک عارضی یوگ بھی بن جاتا ہے۔ اور اس وقت ایک آدمی تن من سے اپنا جتن میں لگ جاتا ہے۔ عارضی یوگ کے ختم ہونے پر کسی وجہ و گھٹن پڑنے سے اپنا ابھیاس ملتوی کر دیتا ہے۔ بہت سے ...کر رہنے خود بھی تعزیبا ایسے حالات کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ ... اور ... ٹیک میں مہرشی پاراشر جی لکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی ... کا جنم ... سے منفی ہو۔ دسویں گھر میں منگل اور بدھ ... اسی یوگ سے وہ شخص EMANCIPATION ... پرپت ہوتا ہے اور تیرتھوں کی یاترا کر سکتا ہے۔ اگر دوسرے ستاروں سے تعلقات اثر پیدا کرنے والے نہ ہوں سمجھنے کے لئے یہ ایک سادھارن سی بات ہے کہ جس طرح آتما من،

امنگ، ترتیب اور تروکار ہے۔ اسی طرح ایک جنم چکر میں سورج کو آتما کی حیثیت ہے۔ یعنی وہ خود ہی اپنے بل کے لحاظ سے پھل دائک ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی ستارہ اس پر کسی پرکار کا دکار ڈال نہیں سکتا ہے۔ بلکہ جو بھی ستارہ اس کے آگے یا پیچھے دس ڈگری تک ہو۔ اس کو اپنے شعاعوں کی وجہ سے اسکے تحت الاثر استت کو دیتا ہے اور خود ساکھشی بنتا ہے۔ شریر کے مندر میں چیت، من، بدھی کے ساتھ آتما کا جو بھی واسطہ ہے۔ یہی واسطہ ایک جنم چکر کے مندر میں سورج کا دوسرے ستاروں کے ساتھ شبھ اشبھ رہتا ہے۔ اگر شنی اور برہسپتی، سورج تک اپنا تیج اچھے سمبندھوں کے ساتھ پہونچا سکیں۔ تو اس کے مطلب صاف طور پر یہ ہوتے ہیں کہ ایسے مولود کو ... ویراگیہ اور ابھیاس دوارا آتما کا انوبھو پراپت ... اس طرح اگر کوئی دوسرا ستارہ سورج کے ... کی درگاہ پر گئے

تو اس ستارے کے سوبھاؤ دوارا مثلاً من کی سادھنا، نشکام کرم، جپ وغیرہ اس انوبھو کے مددگار بن سکتے ہیں۔ تجربے سے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس جنم چکر میں ایسے لوگ موجود نہیں ہیں، یا ستارے برعکس بیٹھا ونیش دینے والے ہیں وہ نشے کتنے ہی اچھے ماحول، ست سنگ اور ودیا کیوں حاصل کریں مگر ان کا نتیجہ بگڑ جاتا ہے۔ باوجود کتنی کوشش اور محنت کے انہیں کچھ بھی پراپت نہیں ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ جیوتش کاروں نے ہر ایک جنم چکر کے نویں گھر سے ادھیاتم ودیا کا اندازہ کرنے کو لکھا ہے۔ اگر اس گھر میں موافق ستارہ مناسب ڈگری پر بیٹھا ہے اس گھر کا مالک بھی مناسب استھان میں موافق سمبندھ سبھوں کے سہت ہے۔ تو مولود سونتہ سدھی ایسا ماحول پا سکتا ہے جس سے اس کو ادھیاتم ودیا کا انوبھو پراپت ہونے کے سامان میسر ہوں۔ اس کے تائید میں رسالہ ادم کے ماہ اکتوبر کے پرچہ صفحہ نمبر ۵ میں کسی مہان پرش نے کشمیر کی میراں۔ پدماوتی عرف للی یشوری کے عنوان کے تحت اس دیوی کے بتلائے ہوئے کیچ واکیہ درج کئے ہیں۔ یہ اگرچہ کشمیری بھاشا میں ہیں۔ جس سے عام فہم نہیں ہیں مگر یہ واکیہ ایک نش کے لئے ایسے ہدایات دے رہے ہیں۔ جن کا ثانی ملنا بہت مشکل ہے۔ دیشی لوگ ان شلوکوں کو بڑی جدوجہد کے بعد تلاش بسیار کر کے حاصل کر کے سلسلے گئے۔ اس اعلیٰ شخصیت کے متعلق بڑے اتہاس کشمیری عوام کے زبان زد ہیں۔ لکھنے والے نے باقی بھی رکھے ہیں۔ اس لئے آشا ہے کہ آئندہ پرچوں میں ان پر روشنی ڈالتے رہیں گے۔

ہمارا مطلب سر دست ان کے ایک شلوک کے ساتھ ہے، جو بزبان کشمیری یہ ہے۔

(۱) کنیثرن دیو تنھم اَدرسے آلو (۲) کنیثرو رٹی نالے وتھ (۳) کنیثرن مس حیت اچھر نبہ نالو (۴) کنیثرن میت گی ہالو کھینا

شریمان لکھنے والے نے ہر ایک شلوک کے لفظی ارتھ کو نیچے لکھا ہے۔

اس ارتھ پر گمبھیر وچار کرنے سے اس طرح دیکھ پڑتا ہے۔ جس سے ہمارے زیر تبصرہ مضمون کی تصدیق ہوتی ہے یعنی

(۱) کنیثرن دیو تنھم اَدرسے آلو۔ لفظی ترجمہ (کنیثرن) کچھ نشوں کو (دیو تنھم) تم نے دیا ہے (اَدرسے) خود ہی (آلو) آواز (پورے پدھار کر کے ارتھ) کچھ نشوں کو تم نے خود ہی آواز دے کر بلایا ہے۔ ارتھات اپنے طرف لگا لیا ہے ہو سکتا ہے کہ ایسے نشوں کا جنم ایسے سمے پر ہوا تھا۔ کہ جوتش ودیا دوارا ان کے جنم چکر نجومی سمبندھ بہت بھل دائک تھے۔ ان کے پچھلے کرموں کے انوسار ان کے اس جنم چکر کے ستارے موافق استھانوں پر زوردار سمبندھ سبھوں سہت تھے تب آتما پرماتم دیو نے ان کو آواز دے کر خود ہی بلایا۔ یعنی وہ سوتہ سدھ ایسے ماحول کو پا گئے۔ جہاں من کے موافق بدھی اور شانتی پراپت کر سکے۔ ورنہ پرماتم نہ تو کسی کو عزیز اور نہ ہی کسی کو غیر سمجھتا ہے۔

(۲) کنیثرو رٹی نالے وتھ۔ لفظی ترجمہ (کنیثرو) کچھ نشوں نے (رٹی) پکڑلی (نالے) گلے کے ساتھ (وتھ) شاستر وتھ کے معنی دریائے جہلم یا وتستا کے بھی ہیں اور شریمان لیکھک کا لفظی ترجمہ درست ہے مگر دریائے جہلم کو گلے سے پکڑ کر یہ شلوک کا مناسب مطلب ظاہر کرتا ہے اس لئے یہاں مطلب کے حاصل ہونے کے لئے وتھ کے معنی ودوان پرشوں نے شاستر ہی جان لئے ہیں کسی جگہ وتھ کے ارتھ شاستر بتلائے گئے ہیں۔ ارتھات کچھ نشوں نے شاستروں کو اور بے حد مطالعہ کو اپنایا یعنی گلے سے ملا لیا۔

ایسا ہونا بھی انہیں ستاروں اور ان کے نسبت کے مطابق ہو سکتا ہے اندازہ ہے کہ نشیہ کی اپنی اختیاری کوئی بات نہیں ہے۔ ہماری لگام کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ جہاں اور جس طرف سے لے جانا چاہے لے جا سکتا ہے۔ اور اس گھر میں کو جانے کی ودھی اور دراز جیسے ایک نشدھ جنم چکر میں موجود ہے اس کے رضا کے بغیر ایک پتہ ملنا بھی ناممکن ہوتا ہے۔

(بے رضاں تو یکے برگ نہ جنبد درخت)

۳۔ کیتران مس چیت اچھ لو تالو۔ لفظی ترجمہ (کیتران) کچھ نشوں کو (مس) یہ لفظ ایسی چیز کے لئے استعمال ہو سکتا ہے جس کے پینے سے آدمی مستی پراپت کر سکے۔ اس لئے اس لفظ کے ارتھ بھی ہو سکتے ہیں۔ مست کرنے والی چیز پچھلے زمانے میں شراب کی طرح کا ایک عرق انگور کے پھلوں سے کشید کیا جاتا تھا۔ اس کا نام بھی مس ہوتا تھا۔ اس کے استعمال سے ایک طرح کا سرور اور مستی حاصل ہوتی تھی) (چیت) پی کر (اچھ) آنکھیں (لو) لگ گئے (تالو) تالو کشمیری محاورے میں چھت کو بھی کہتے ہیں اور منہ کے اندر تالو کو بھی کہتے ہیں۔ ارتھ کچھ نشوں نے مس پی کر اپنی آنکھوں کو چھت یا تالو یعنی اوپر کی طرف لگا دیا۔ ادتھات آتم ابھو جنبی مست کرنے والی چیز کا وشواس رکھ کر اپنی آنکھوں کو سہسرہ دل کمل (جو سوکھشم شریر کے سب سے اوپر کے حصے میں ہے) کی طرف لگا دیا۔ اس شلوک سے یوگ ابھیاس کے متعلق ایک اشارہ ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے زیر بحث مضمون کے انوسار ایسی شکلیں انوبھوی یوگ ابھیاس سادھوں کے جنم چکروں میں پائی جا سکتی ہیں۔ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کہ سورج کو آتما کے ہم مشابہ بتلایا گیا ہے۔ اور سہسرار کمل جنم چکر کے بارہویں گھر یعنی جنم لگن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس ستارے اور اس گھر میں ایک اعلیٰ سمبندھ ایسے مہاپرشوں کے جنم چکروں میں موجود ہوتا ہے۔

۴۔ کیتران یت گی ہالو کھت۔ لفظی ترجمہ (کیتران) کچھ نشوں کو (یت) ... (گی) ... (یہ لفظ عموماً فصل کے پختہ ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے) رگی چلے گئے (ہالو) ٹڈیاں (کھت) کھا گئے۔

ارتھ۔ کچھ نشوں کا فصل پختہ ہو کر ٹڈیاں کھا گئے۔ ادتھات ان لوگوں نے کسی نہ کسی پرکار سے محنت کر کے اپنا فصل پختہ بنایا تھا مگر ٹڈیاں یعنی وہ لوگ جنہیں وہ ہارک اور دنیاوی چیزوں کی حاجت نے مجبور کیا اور اپنی ضرورت ایسے محنت سے فصل پختہ بنانے والوں کے سامنے رکھ دی۔ پرارتھنا کی۔ عاجزی کی۔ انہیں دیا آگئی۔ کسی کو سنتان کسی کو روزگار وغیرہ کا بردان دیا۔ اور وہی ٹڈیاں بن کر اس شخص کے پختہ فصل کو کھا گئے۔ یہ سادھوؤں کر کرامات کے کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

ایسے آدمیوں کے لئے بھی ہمارا مضمون ظاہر کرتا ہے کہ کسی آدمی کے ستارے اچھے فرم ہوتے ہیں۔ اچھا سمبندھ تو بناتے ہیں، مگر دل میں دیا آتی ہے۔ دوسروں کی تکلیف کو سن کر خاموش نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ اور اپنی کمائی خرچ کرتا رہتا ہے۔ جنم چکر دوارا بھی ایسے آدمیوں کے اچھے ستاروں کو دوسرے طرف سے دوسرے ستارے مضرت پہونچانے والے ہوتے ہیں۔ اور ایسی AFLICTION کے زیر اثر وہ ایسا کرنے کے پابند ہیں۔ جس وجہ سے اپنا فصل تیار کر کے دوسروں کے خاطر خرچ کرتے ہیں۔

اسی پرکار اس دیوی کا ایک ایک سلوک ہمارے لئے ہدایات کی مشعل ہے۔

ایک جنم چکر کا نواں گھر ہمارے آج کے مضمون کے ساتھ زیادہ وابستہ ہے اس لئے اُن شوقین پریمیوں کے لئے جو اس ودیا میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس گھر کے متعلق کچھ یوگ لکھے جاتے ہیں۔

(۱) نویں گھر میں اگر چندرماں کی حالت کمزور ہو۔ یا شکر کسی کروگرہ کے ساتھ CONJUNCTION میں ہو۔ یا اگر نویں گھر کا مالک خراب حالت میں ہو۔ تو ایسا شخص بد چال چلن کا مجرم ہوتا ہے۔

(۲) اگر نویں گھر کا مالک برہسپتی کے نوامش میں ہو۔ ایسا شخص اچھے خیالات اور خیرات کرنے کا راغب ہوتا ہے۔

(۳) نویں گھر میں کیتو ہو۔ تو ایسے شخص کو مسمریزم میں دلچسپی ہوتی ہے

(۴) اگر نویں گھر کا مالک آٹھویں گھر میں ہو۔ یا کسی چتر راشی

ہیں ہو۔ تو ایسے شخص کے پیدا ہونے کے سمے اُس کا پتا اُس جگہ موجود ہوتا ہے۔

(۵) اگر نویں گھر میں شبھ گرہ ہوں۔ اور نویں گھر کا مالک کسی کرداگرہ سے سمبندھ نہ ہو تو ایسا شخص ایک پتنی ورت یعنی صرف اپنی ایک استری کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہوتا ہے۔

(۶) اگر نویں گھر کا مالک چوتھے گھر میں ہو شنی دوسرے یا ساتویں گھر میں ہو۔ ایسا شخص خیرات، دان کرنے والا ہوتا ہے، ہٹ دھرمی اور نہ جیت جانے کے لئے ڈگیہ ہوتا ہے

(۷) اگر لگن کا مالک اور نویں گھر کا مالک طاقت ور ہو سورج شبھ گرہوں سے سمبندھت ہو تو ایسا شخص آتم چینتن کا ابھیاس رکھنے کے علاوہ اپنے پتا کا فرمانبردار اور سیوک ہوتا ہے

(۸) اگر نویں گھر کا مالک کیندر یا ترکون میں برہسپتی آد شبھ گرہوں کے ساتھ سمبندھت ہو اور سورج کے ساتھ اچھا سمبندھ رکھتا ہو۔ تو ایسا شخص ادھیاتم ودّیا کو حاصل کر سکتا ہے گیان اور شکشا کو پراپت کر سکتا ہے

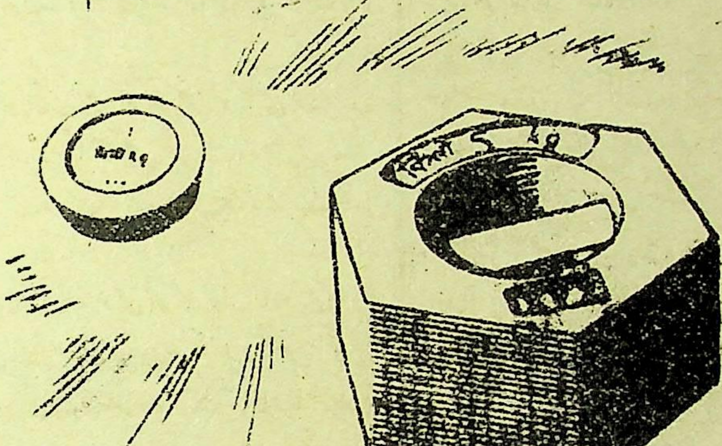
برہسپتی کا ایسے یوگ میں نویں گھر کے مالک پر درشٹی رکھنا ضروری ہے ورنہ یوگ بھنگ ہو سکتا ہے۔

(۹) اگر راہو یا شنی نویں گھر میں بیٹھے ہوں، کرداگرہوں کے ساتھ ان کا سمبندھ ہو۔ تو ایسا شخص نردیا۔ ساہس شول میں مشغول، بیگناہ اور معصوموں کو ضرر پہونچانے والا اور بالکل ہمدردی نہ رکھنے والا ہوتا ہے۔

(۱۰) منگل اور کیتو نویں گھر میں، برہسپتی دوسرے گھر میں بدھ پانچویں، سورج چھٹے، ششکر ساتویں گھر میں ہو تو ایسا شخص بہت ہی مالدار اور امیر بن سکتا ہے۔

(۱۱) اگر نویں گھر کا مالک بدھ ہو۔ یا بدھ نویں گھر کے مالک کو دیکھے۔ اور برہسپتی کرک اور شبھ راشی کا ہو تو ایسا آدمی اچھی طرح سے MYSTICAL PHILOSOPHY میں عبور حاصل کر لیتا ہے۔ (باقی پھر)

پہلا قدم



ناپ تول کے میٹرک نظام کی ابتدا کے سلسلے میں پہلا قدم یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اٹھایا گیا۔ اس تاریخ سے صوبوں کے بعض مخصوص علاقوں میں میٹرک اوزان کا استعمال قانونی کر دیا گیا ہے۔

میٹرک نظام سرکاری محکموں کے علاوہ سوتی کپڑے، لوہے اور فولاد، انجینیری، بھاری کیمیاوی دواؤں، کاغذ، سیمنٹ اور پٹ سن کی صنعتوں میں بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

اس تبدیلی کا دائرہ رفتہ رفتہ بڑھایا جائے گا حتیٰ کہ نیا نظام سارے ملک میں جاری ہو جائے گا۔

میٹرک نظام

آسانی اور یکسانی کے لیے

مروج تول کے برابر کے میٹرک اوزان جانئے

جاری کردہ بھارت سرکار

میٹرک اوزان : تبادلہ چارٹ

(اسے اپنے استعمال کے لیے کاٹ لیجیے)

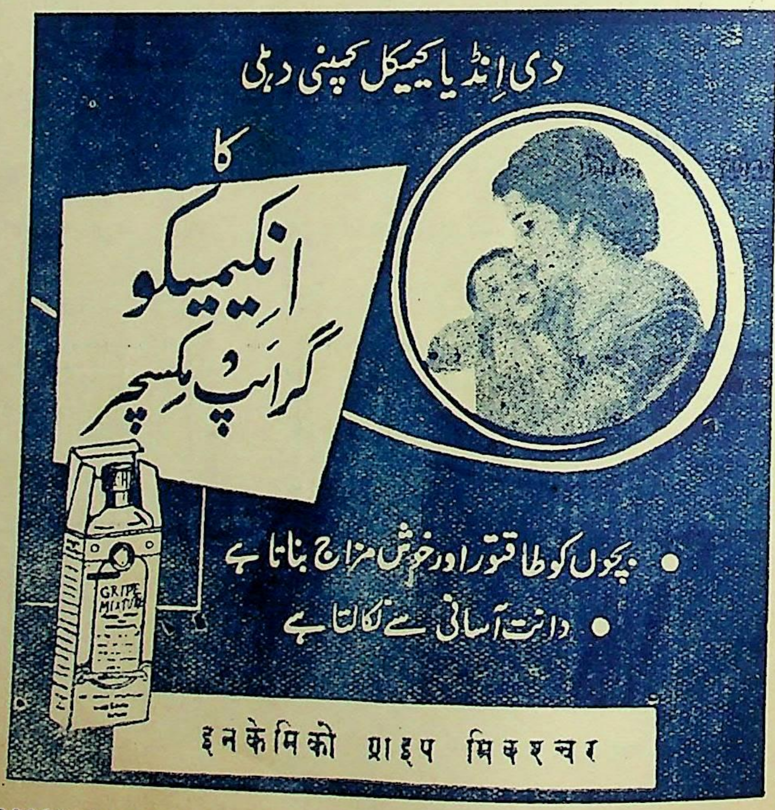
چھٹانک (ایک چھٹانک = ۵ تولے)	گرام (قریب ترین گرام میں)
۱	۵۸
۲	۱۱۷
۳	۱۷۵
۴	۲۳۳
۵	۲۹۲
۶	۳۵۰
۷	۴۰۸
۸	۴۶۷
۹	۵۲۵
۱۰	۵۸۳
۱۱	۶۴۲
۱۲	۷۰۰
۱۳	۷۵۸
۱۴	۸۱۶
۱۵	۸۷۵

من (ایک من = ۴۰ سیر)	کیلوگرام (قریب ترین کیلوگرام میں)
۱	۳۷
۲	۷۵
۳	۱۱۲
۴	۱۴۹
۵	۱۸۷
۶	۲۲۴
۷	۲۶۱
۸	۲۹۹
۹	۳۳۶
۱۰	۳۷۳
۱۱	۴۱۱
۱۲	۴۴۸
۱۳	۴۸۵
۱۴	۵۲۳
۱۵	۵۶۰
۱۶	۵۹۷
۱۷	۶۳۵
۱۸	۶۷۲
۱۹	۷۰۹
۲۰	۷۴۶

سیر (ایک سیر = ۸۰ تولے)	کیلوگرام	گرام (قریب ترین ۱۰ گرام میں)
۱	—	۹۳۰
۲	۱	۸۷۰
۳	۲	۸۰۰
۴	۳	۷۳۰
۵	۴	۶۶۰
۶	۵	۶۰۰
۷	۶	۵۳۰
۸	۷	۴۶۰
۹	۸	۴۰۰
۱۰	۹	۳۳۰
۱۱	۱۰	۲۶۰
۱۲	۱۱	۲۰۰
۱۳	۱۲	۱۳۰
۱۴	۱۳	۶۰
۱۵	۱۴	—
۱۶	۱۴	۹۳۰
۱۷	۱۵	۸۶۰
۱۸	۱۶	۸۰۰
۱۹	۱۷	۷۳۰
۲۰	۱۸	۶۶۰
۲۱	۱۹	۶۰۰
۲۲	۲۰	۵۳۰
۲۳	۲۱	۴۶۰
۲۴	۲۲	۳۹۰
۲۵	۲۳	۳۳۰
۲۶	۲۴	۲۶۰
۲۷	۲۵	۱۹۰
۲۸	۲۶	۱۳۰
۲۹	۲۷	۶۰
۳۰	۲۷	۹۹۰
۳۱	۲۸	۹۳۰
۳۲	۲۹	۸۶۰
۳۳	۳۰	۷۹۰
۳۴	۳۱	۷۳۰
۳۵	۳۲	۶۶۰
۳۶	۳۳	۵۹۰
۳۷	۳۴	۵۲۰
۳۸	۳۵	۴۶۰
۳۹	۳۶	۳۹۰

۱ کیلوگرام = ۱۰۰۰ گرام


بسکٹ
جو بھوک کو
بڑھاتے ہیں
بچوں کی پرورش کے لئے بہترین
صحت بخش اور مزیدار
ڈالمیا بسکٹ
پٹیالہ بسکٹ مینوفیکچرز پرائیویٹ لمیٹڈ - راجپورہ پنجاب
GAYWAYS


دی اِنڈیا کیمیکل کمپنی دہلی
کا
اِنکیمیکو
گرائپ مِکسچر
GRIPE MIXTURE
بچوں کو طاقتور اور خوش مزاج بناتا ہے
دانت آسانی سے نکالتا ہے
इनकेमिको ग्राइप मिक्सचर

Monthly 'OM' Delhi.

Vol. 25 **December, 1958** **Regd. No. D. 84**

Title Printed at Kapoor Art Press, Karol Bagh, New Delhi.